

يُخْرِجُونَ مِنْهُمُ بَآئِدًا جَحِيمًا وَأَيَّدَى الْمُؤْمِنِينَ فَأَعْتَبُوا أَوَّلَى الْأَكْبَاهِ

سلسلہ

تصانیف نجیب

مؤید العلوم بزم

مقالات سید سید الوعظین

(مقالہ دوم)

ویدوں کے زمانہ کی

انسانی قربانی

شہ شیب کی کہانی

(مع مقدمہ)

فنا

مترجم

فائز نیل نیل شکرم بشیل از دیب سبیل خاویزم علم دین

حضرت مولانا غلام حسین صاحب دینی پری نجفی

سُبْحَانَكَ وَالْحَمْدُ

وہیاجہ

حضرات ناظرین! شہ شیب کی کہانی رگ وید کی سب سے پرانی اور سب سے مستند تفسیر (ایتریہ براہمن) پہنچکا ہے۔ کنڈکا ۱۳-۱۸) کا ترجمہ ہے۔ کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ راجہ ہریشچندر کی شورا میاں تھیں۔ مگر کسی رانی سے بیٹیا پیدا نہیں ہوا۔ راجہ نے دن دیوتاؤں سے التجا کی کہ اگر میرے گھر سے بیٹیا پیدا ہوتی تو اسکو تیری بھنیٹ پڑھاؤں گا۔ ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام دت رکھا گیا۔ جب بہت بڑا ہوا تو راجہ نے اسکو بھنیٹ چڑھا دیا۔ مگر وہ گھر سے نکل کر جنگل میں جاگ گیا۔ چھ سال کے بعد اس نے اسی گرت رشی سے اس کے بیٹے شہ شیب کو سوگائیں کر خرید لیا۔ آخر کار رشی اپنے بیٹے کو تین سوگائیں لیکر قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ (۱) کے نے رگ وید کے مختلف منسروں سے مختلف دیوتاؤں کی پوجا کی اور ان کو جھایا۔ دیوتاؤں نے خوش ہو کر اسکو قتل سے بچا لیا۔ اس کہانی سے علاوہ دیگر امور کے دو باتیں خاص طور پر ثابت ہوتی ہیں اولاً۔ ویدوں میں دیوتاؤں کی پوجا کا حکم ہے۔ آندہ۔ اگنی۔ زایو۔ سورہ۔ وغیرہ مختلف دیوتاؤں کی تعریف و بیل میں لکھی ہوئی ہے جو جن سے مراد دیوتاؤں کی جاتی ہیں۔ ثانیاً۔ ویدوں کے زمانہ میں انسانی قربانی بھی خاص خاص صورتوں میں رائج تھی۔ مقالہ ہذا کے شروع میں ایک مقدمہ کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں اس کہانی کے مستند ہونیکے لائل اور ویدوں میں کہانیوں کا پاجانا سوامی دیانند سرتی کی تحریرات سے بھی ثابت کیا گیا ہے امید کہ اس

۱۰۔ مقالہ کا مطالعہ ضرور مستحق بات تحقیقات کرنے والوں کے لئے خاص طور پر مفید ثابت ہوگا۔ فقط (خبر غلام حسین)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حَاصِدًا أَوْ مُصَلِّيًا وَمُسَلِّيًا

ویدوں کے زمانے کی انسانی قربانی

یا
شہ شیب کی کہانی

مقدمہ

اشہرتی اور سمرتی

۱۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں دو قسم کی ہیں۔ شہرتی اور سمرتی۔ شہرتی
کے معنی ہیں "سنی ہوئی بات" یعنی الہامی کلام جس کا مصنف کوئی انسان
نہ ہو۔ کہا جاتا ہے کہ رشیوں نے اس کلام کو سنایا دیکھا تھا۔ سمرتی کے
معنی ہیں روایات جو بزرگوں سے سینہ بسینہ پہنچی ہیں۔

۲۔ چاروں وید (رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید۔ اتھرو وید) شہرتی کہلاتے
ہیں لفظ وید کے معنی علم کے ہیں۔ اور ہر وید کے دو حصے ہیں۔ منتر بھاگ
منتر بھین اور
پنشدین شہرتی
ہیں۔

اور براہمن بھاگ۔

(۱) منتر بھاگ وہ حصہ ہے جس میں منتر یعنی بھجن یا دعائیں ہیں۔ ہر ایک وید کے منتروں کے مجموعہ کو منتر سنگھتا (یا منتر سنہتا) کہتے ہیں۔

(ب) براہمن بھاگ وہ حصہ ہے جس میں منتروں کی تفسیر ہے۔ یعنی خاص خاص منتروں کے معانی۔ ان کے پڑھنے کے موقع۔ یگیہ کی رسموں کو پورا کرنے کے طریقے۔ اور ہر بات کی بابت مفصل اور مکمل ہدایتیں لکھی گئی ہیں۔ آپ نشدین بھی (یعنی فلسفہ کے وہ رسائل جن میں وید منتروں کی فلسفیانہ تفسیر کی گئی ہے) براہمن بھاگ میں شامل ہیں۔

خلاصہ یہ کہ منتر بھاگ منٹن ہے اور براہمن بھاگ (مع آپ نشد) اسکی شرح۔ اور منٹن و شرح دونوں کو شرتی یا الہامی کلام مانتے ہیں۔
 ۱۔ ہر وید کے براہمن یعنی تفاسیر الگ الگ ہیں جو اس کا نہایت ضروری حصہ ہیں۔ گوید کا ایتیر یہ براہمن بھروید کا شست پنچہ براہمن سام وید کا ٹانڈ یہ براہمن (جسکو مہا براہمن بھی کہتے ہیں) اور اتھرو وید کا گوپتہ براہمن زیادہ مشہور ہیں۔

ویدوں کے براہمن

۲۔ چونکہ منتر بھاگ اور براہمن بھاگ دونوں کا نام شرتی ہی گویا منتروں کی عبارت بھی بہ پیشور کی بنائی ہوئی ہے۔

منتر بھاگ اور براہمن
 دونوں کا نام شرتی
 ہے

اور تفسیر بھی اُسی کی بتائی ہوئی ہے اس لئے ان دونوں کا مشترک
نام "وید" ہے جیسا کہ سائنس چار یہ رشتی (مفسر وید) نے اپنی بنائی
ہوئی رگ وید کی تفسیر (وید ارتھ پرکاش) میں لکھا ہے کہ

"وید کی اس تعریف پر کہ وہ منتر اور براہمن کا مجموعہ ہے کسی کو اعتراض
نہیں اسی لئے آپتمپ رشتی نے یجنہ پر بیجا شامیں لکھا ہے کہ منتر اور
براہمن کا نام وید ہے۔"

{ "براہمن شریف دی وید" (ویدوں کے براہمن)
مولفہ ڈاکٹر میکڈونلڈ ایم۔ اے۔ پہلا باب صفحہ ۶
مطبوعہ مدراس ۱۸۹۷ء }

اور اسی عقیدہ پر تمام ساتن دھرمی پنڈت نہایت مضبوطی سے آج تک
قائم ہیں ۔

۵۔ ویدوں کے سوا باقی کتابیں سمرتی میں شامل ہیں جس میں چار آپ وید
چھ ویدانگ چھ اپانگ (یعنی چھ درشن) اٹھارہ پران۔ دھرم شاستر
(یعنی منو سمرتی وغیرہ) اتھاس (یعنی رامائن۔ مہا بھارت وغیرہ تواریخ
اور قصہ کہانی کی کتابیں) اور تنتر وغیرہ سب کچھ داخل ہیں جن میں سے
بعض کو سوامی دیانند سرسوتی نے مستند اور بعض کو غیر مستند
ماتا ہے ۔

سمرتی میں کون
کون سی کتابیں
شامل ہیں

۲۔ براہمن بھاگ کی عظمت

۴۔ اول اول سوامی جی بھی ہندو پنڈتوں کی طرح۔ منتر بھاگ اور براہمن بھاگ دونوں کو شرفی مانتے تھے۔ (جس کی کیفیت کسی دوسرے مقالہ میں پیش کی جائے گی) تاہم انھوں نے جو عظمت براہمن گرنٹھوں کو دی ہے وہ کسی دوسری کتاب کو نہیں دی۔ کیونکہ وہ ان کے نزدیک ویدوں کی نہایت ہی قدیم اور مستند تفسیریں ہیں جن کے بغیر ویدوں کا مطلب حل نہیں ہو سکتا۔

۵۔ سوامی جی براہمن گرنٹھوں کو بڑے بڑے عالمان وید کی لکھی ہوئی تفسیریں ملتے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:-

”چاروں ویدوں کے جاننے والے برہمن یعنی براہمن مرشدوں نے جو ویدوں کا دیا کسان (شرح) کیا ہے وہی براہمن ہیں“

{ تمہید تفسیر وید (اردو ترجمہ بھومکا) (مطالعہ وید) }
{ بحث صلا مطبوعہ میرٹھ ۱۹۹۸ء - ۶ }

ایک اور مقام پر ان کتابوں کو ویدک تعلیم کے ”مستند العمل میں دخل“ کے ان کا پڑھنا واجب بتاتے ہیں۔ اور یوں فرماتے ہیں:-

”بہدازاں چھ سال کے اندر ایتیرہ۔ شت پچھ سام اور گوتھہ ان

براہمن گرنٹھوں
کی بابت سوامی
ویداندا کا عقیدہ

براہمن ویدوں کی
مستند تفسیریں
اور ویدوں کے ساتھ
ان کا پڑھنا واجب

چار برہمن گرنٹھوں کے ساتھ چاروں وید کو معاہدے کے طور
 پر کی پیشی آواز (الفاظ معنی) یا ہی تعلقات اور موقعہ استعمال
 (کر یا) کے پڑھا دیا ہے ۴

{ ستیا رتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ تیسرا سلسلہ }
 { دفعہ ۹۸ ص ۸۹ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء }

۸۔ اس کے علاوہ سوانی جی نے براہمن گرنٹھوں کو اپنی تفسیر وید کا مائند
 بتایا ہے اور ان کی عظمت کو ان تفسیروں میں بتایا ہے۔
 سوانی جی براہمنوں کو
 اپنی تفسیر کا مائند
 بتاتے ہیں۔

تقدیم آجاریوں کی کی ہوئی تفسیر کو ظاہر کیا جاتا ہے جو قدیم علموں
 یعنی برہما سے لیکر یگیہ و لکیہ - واتسائن - اور جینی تک ششوں
 نے امیر اور شست چیمہ وغیرہ تفسیریں لکھی ہیں نیز پانینی - شتیبجی
 اور یاسک وغیرہ مہرشی لوگ جو ویدوں کے مضامین کی تشریح
 وید الگ کے نام سے کر چکے ہیں نیز جینی وغیرہ رشیوں نے جو ویدوں کے
 اپانگ یعنی چھ شاستر لکھے ہیں اور جو آپ وید اور ویدوں
 کی شکائیں بنائی جا چکی ہیں انھیں سے انتخاب کر کے
 سچے معنی کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ کوئی نئی بات بلا حوالے اپنی طرف
 سے نہیں کہی جاتی ۵

{ تیسری تفسیر وید اور ترجمہ جو مکہ تفسیر ہوائی ضرورت پر }
 { بحث ص ۲ مطبوعہ میرٹھ ۱۸۹۸ء }

دیکھئے۔ سواجی کا دعویٰ کہ میں نے ایتر یہ - شت پتھ وغیرہ کتابوں ہی
 کے مضامین کو اپنی تفسیر میں درج کیا ہے اور یہ معمولی کتابیں نہیں ہیں۔ بلکہ
 مشری برہما جی کے زمانہ سے لیکر پیمبلی اور یاساک وغیرہ کے زمانہ
 تک بڑے بڑے مستند رشیوں ہر شیوں کی تحریریں ہیں +

سوامی جی برہمنوں
 کے مضمون کو الہامی
 مانتے ہیں۔

۹۔ اس سے بھی زیادہ پر زور وہ تحریر ہے جس میں سوامی جی نے برہمنوں
 کے مضمون کو الہامی تسلیم کیا ہے۔ صاحب موصوف ایک سوال
 قائم کرتے ہیں کہ ملہاں دید تو سنسکرت زبان کو جانتے ہی نہ تھے
 انھوں نے دیدوں کے مطالب کو کیسے سمجھا؟ اور اسکے جواب میں
 یوں لکھتے ہیں:-

"پریشور نے جب لایا۔ اور دھر ماتا۔ یوگی ہرشی لوگ جب جب جس
 جس منتر کے معنی جاننے کی خواہش کر کے توجہ کو یکسو کر کے پریشور
 کی ہستی میں سادھی (مراقبہ) کے اندر قائم ہوئے تب تب
 پر ماتا نے مطلوبہ منتروں کے معنی قبلائے جب بہت لوگوں کے آتماؤں
 میں دیکھ کے معنی ظاہر ہوئے تب رشی مینوں نے وہ معنی معہ رشی مینیوں کی
 روایات کے کتابوں میں لکھے۔ اُن کا نام "برہمن جوا" یعنی برہمن جو معنی
 دیر بر اس کی شرح ہونے کے باعث برہمن نام رکھا گیا"

{ ستیا رتھ برہاش کا مستند اردو ترجمہ باتوں سملاں -
 دفعہ ۷ ص ۲۶۹ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء }

یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ براہمن گرنہ دیدوں کے پورے پورے
 عالموں۔ اور عالموں اور بڑے بڑے صاحبان کشف و الہام کی تحریریں
 ہیں اور وید منتروں کی جو تفسیر ان میں درج کی گئی ہے قطعی مستند ہے
 کیونکہ خود پریشور نے بحالت مراقبہ ان کو بتائی تھی۔ یوں کہنے کہ براہمنوں
 کا مضمون انسانی نہیں بلکہ الہامی ہے۔

۱۔ تحریر مذکور سے وید منتروں اور براہمنوں کے تعلق پر حسب ذیل
 روشنی پڑتی ہے۔

(۱) ویدوں کے الفاظ کا الہام تو (حسب اعتقاد سوامی جی)
 صرف چار رشیوں (گنی۔ وایو۔ آدیتہ اور اگلرا) کو ہوا تھا مگر
 معانی کا الہام بے شمار یوگیوں۔ مہرشیوں۔ اور مہاتماؤں کے
 آتماؤں میں ہوا۔

(۲) منتروں کے مضموم سنسکرت سے بالکل نابلد تھے۔ مگر
 معانی کے مضموم اُس سے بخوبی واقف تھے۔

(۳) الفاظ وید کا الہام ایک ہی دفعہ ابتداء سے آفرینش میں
 ہوا تھا مگر معانی وید کا الہام درمیانی زمانہ میں شروع ہو کر
 ایک مدت دراز تک ہوتا رہا۔

(۴) منتروں کے الہام میں چاروں رشیوں کے ارادہ کا کوئی

وید منتر و الہام
 براہمنوں کا ایک ہی
 تعلق۔

دخل نہیں تھا۔ بلکہ اُن کی خواہش یا کوشش کے بغیر خود ہی پریشو
نے ہر ایک رشی کو ایک ایک وید کے الفاظ سکھا دئے اور فوراً
تمام منتر حفظ کر ادھے۔ مگر معانی کے الہام کے لئے سعی و کوشش
کی ضرورت تھی۔ اور وہ اُس وقت ظاہر ہوتے تھے جبکہ بڑے
بڑے رشی۔ ہرشی۔ یوگی۔ مہاتما ارادۂ سہادھی
لگا کر بیٹھتے تھے۔

بیان مذکور کا خلاصہ
المنتخب

۱۱۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ سوامی جی کے نزدیک وید کے الفاظ
اور معانی (جو براہمنوں میں سکھے ہوئے ہیں) دونوں شری راہامی
کلام) ہیں۔ گو الفاظ کا الہام ابتدائے آفرینش میں ہوا اور معانی کا الہام
ایک عرصہ کے بعد شروع ہو کر لاکھوں کروڑوں برسوں میں مکمل ہوا۔ اور
جب الہام براہمن گرنھوں کی صورت میں مرتب ہو گیا اس وقت دنیا کی ہدایت کا سامان تیار ہوا۔

۱۲۔ سوامی جی اس سوال کے جواب میں کہ پرمانمانے "کیا وجہ ہے کہ چارہی رشیوں کے دلوں میں
ویدوں کو ظاہر کیا سب کے دلوں میں نہ کیا؟" یوں لکھتے ہیں کہ "ان کے پہلے پنوں کی وجہ سے اُن کے
دل میں ویدوں کا انہام یا انکشاف کرنا مناسب تھا۔" دو کیو ترجمہ ہیومکا۔ ویدوں کی ریشی
کامین سے "مطبوعہ میٹر (۱۹۵۵ء) اور ستیا رتھ پکاش میں بھی یہی مضمون ہر دو کیو شیا
پکاش کا مستند اردو ترجمہ ساتواں سہلاں۔ دفعہ ۱۱ ص ۳۱ مطبوعہ پرتی ندھی سیٹھ پنجاب
(۱۹۹۹ء) اس سے معلوم ہوا کہ وید ہی ہدایت کی کتاب کا وجود بھی دنیا کے اعمال پر موقوف
ہے اگر چاہے کامل پاک روحیں انزل سے موجود نہ ہوں تو دنیا ابدالاباد تک ہدایت سے محروم
رہتی کیونکہ پرمانانہ خود اپنے فضل و کرم سے خلقت کی ہدایت کا کوئی سامان ہمیا نہیں کر سکتا (معاذ اللہ)
بھلا ایسی حالت میں پریشو کا وجود دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ منہ

اس عقیدے میں اتنا نقص ضرور ہے کہ ملہمان وید اور اُن کے
 مہمصر دں کو منتروں کے معانی و مطالب اور حقائق و دقائق اور
 اُن کے طریقہ استعمال سے بے بہرہ مانا ہے جس کا علم آہستہ آہستہ
 دوسرے لوگوں کو مراقبہ کی حالت میں ایک مدت تک ہوتا رہا۔
 اور اس قدر عرصہ دراز میں جس کے برسوں کی تعداد کا اندازہ محال ہے
 مدون ہو کر مکمل ہوا۔ تاہم اس عقیدہ سے بھی براہمن گرنٹھوں کی
 عظمت صاف ظاہر ہے کہ وہ منتر سنگھتا کا نہایت ضروری جزو
 ہیں جن کے بغیر منتروں کا مطلب حل نہیں ہو سکتا۔ عبارت دیگر
 وید ایک مقفل خزانہ ہے جس کی کنجی براہمن گرنٹھ ہیں +

منتر بھاگ
 براہمن بھاگ
 دونوں کو وید کہنا
 چاہیے یا نہیں؟

۱۲۔ اس مقام پر سوامی جی نے ایک سوال اٹھایا ہے کہ منتر بھاگ
 اور براہمن بھاگ دونوں کو وید کہنا چاہیے یا نہیں؟ سوامی جی اس کے
 جواب میں یوں فرماتے ہیں کہ :-

”سوائے ایک کا تیا ن رشی کے اور کسی رشی نے اُن کو وید کے
 نام میں شامل نہیں کیا“

{ اردو ترجمہ بھومکا۔ اصطلاح وید پر بحث }
 { ص ۵۵ مطبوعہ میرٹھ ۱۸۹۱ء }

اور ان کتابوں کو ”وید کی شرح“ بتاتے ہیں جیسا کہ اس کتاب میں

ایک اور مقام پر لکھا ہے :-

"براہمن۔ دید کے دیا کھیاں (شرح) ہیں اس لئے اُن کا نام

دید نہیں ہو سکتا کیونکہ منتروں کا حوالہ دیکر براہمنوں میں دیدوں

کی شرح کی گئی ہے"

[حوالہ سابقہ ص ۶۰]

مگر کا تیاؤن رشی کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ و حقیقت تمام ستان

دھرمی پنڈت دید منتروں اور براہمن گرنٹھوں کو "وید" ہی کہتے ہیں

جیسا کہ پہلے ثابت کیا گیا (دیکھو دفعہ ۴) اگر میرے خیال میں اس

بحث پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔ سناتنی پنڈت منتر بھاگ

اور براہمن بھاگ دونوں کو دید بتاتے ہیں بتایا کریں۔ سوامی جی

مورائے کے چیلے منتر بھاگ کو دید اور براہمن بھاگ کو دیدوں کے

دیا کھیاں کہتے ہیں کہا کریں مقصد ہر ایک فرقہ کا ایک ہی کیونکہ

(۱) متن اور شرح دونوں میں سچا راہ پاؤ ہی (لازم و ملزوم) کا

تعلق ہے۔

(۲) دونوں پر پیشور کے بتائے اور جٹائے ہوئے ہیں۔

(۳) دونوں الہامی کلام ہیں

(۴) دونوں کا ساتھ دامن جہلی کا ساتھ داند ایک کو دوسرے

سے جدا کرنا ناخن سے گوشت چھڑانا ہے اب خواہ اُن کو "وید کے نام
 سے موسوم کیا جائے یا نہیں ہم کو اس سے بحث نہیں۔ کیونکہ ہم کو
 نام سے کام نہیں کام سے کام ہے۔

ہر اہن بھاگ
 کہاں تک مستند
 ہے؟

۱۱۔ اسی بحث میں سوامی جی نے ایک اور سوال پیش کیا ہے کہ ہم
 کی وید کے برابر سند مانتی چاہئے یا نہیں؟ اور اس کا جواب ان
 لفظوں میں دیا ہے۔

"اُن کی ویدوں کے برابر سند مانتا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ
 وہ الیشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ البتہ جہاں تک
 ویدوں کے مطابق ہیں۔ وہاں تک سند مانتا اور جیسے،
 اس لئے اُن کو سند کے لئے محتاج بالغیر (پرہیز پرمان)
 مانتا مناسب ہے۔"

{ اردو ترجمہ بھومکا۔ اصطلاح وید پر بحث }
 { ۶۱ مطبوعہ میرٹھ ۱۸۹۸ء }

یہی مضمون سوامی جی نے اپنے عقائد کے بیان میں لکھا ہے (دیکھو
 ستیا رتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ۔ چودھویں سمراس کا خاتمہ
 ص ۷۴ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء) یہاں قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا
 ہے کہ سوامی جی تو براہمنوں کو شری براہمنی سے لیکر جمنی شری

تک دیدوں کے سب سے زیادہ معتبر عالموں کی قلمبند کی ہوئی تفسیریں
 مان چکے ہیں (دیکھو دفعہ ۷-۸) اور یہ بھی اقرار کر چکے ہیں کہ ان
 کتابوں کا مضمون الہامی سے (دیکھو دفعہ ۹) ثواب اُن کے
 کسی حصہ کو غیر مستند یا خلاف دید قرار دینا کیا معنی؟ کیا سوامی جی
 قدیم رشیوں سے زیادہ عالم تھے؟ کیا اُن ہاتھتاؤں کی سہادھی
 ناقص رہ گئی تھی جو دیدوں کا مطلب اُنھوں نے غلط لکھ دیا؟ کیا
 انیسویں صدی مسیحی (کلجگ) کے رشی شری ۱۰۸ سوامی دیانند
 سرسوتی جی ہمارا ج نے کامل سہادھی لگا کر صحیح مطلب کا پتہ
 لگایا ہے؟ کیا کڑوروں سال بعد آج اُن بزرگوں کی غلطیاں بچتی
 گئی ہیں؟ مجھے یقین نہ ہو کہ پتے سے پکا دیانندی آریہ بھی اس کا جواب
 نفی میں دے گا۔ اور سوامی جی کو ایسی عزت دینے کیلئے تیار نہ ہوگا
 جس میں قدیم رشیوں کی سراسر ذلت ہے۔ لہذا سوامی جی کی تحریر
 کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ براہمن گرنٹھوں میں اگر
 کوئی خلاف دید مضمون درج ہو گیا ہو تو وہ اُس الہامی مضمون
 کو مردود سمجھتے ہیں نہ کہ اُن معزز رشیوں کی الہامی
 تحریرات کو *

۱۴۔ ششہ شیب کی کہانی کے خند

۱۴۔ یہ کہانی جس کا ترجمہ اس مقالہ میں پیش کیا جاتا ہے سنسکرت کی بہت سی کتابوں میں بیان کی گئی ہے مثلاً۔

سنسکرت کی بعض کتابوں
جنہیں ششہ شیب کی
کہانی موجود ہے یا
ذکر ہے۔

(۱) رگوید سنگھتا۔ رگوید کے دو متروں (منڈل) ایک ۲۴۔

منتر ۱۲-۱۳ میں ششہ شیب کا نام دو دفعہ آیا ہے اور منڈل ایک ۲۴ اور اگلے سکتوں میں اس کے قصہ کی طرف اشارات ہیں۔

(۲) آیتریہ براہمن۔ یہ کتاب رگوید کی سب سے مستند اور قدیم تفسیر ہے جس میں پوری تفصیل کے ساتھ یہ کہانی درج کی گئی ہے (دیکھو آیتریہ براہمن پنچکا ۷۔ کنڈ کا ۱۳-۱۸) یہ وہ کتاب ہے جس کے مضمون کو سوامی جی الہامی مان چکے ہیں (دیکھو دفعہ ۹)

(۳) رامائن۔ یہ کتاب جس میں راجندر جی کے حالات لکھے

گئے ہیں۔ اس کے بال کا نڈ سرگ ۶۱-۶۲ میں بھی کسی قدر فرق

سے یہی کہانی موجود ہے (دیکھو۔ رامائن۔ مطبوعہ ممبئی ۱۸۸۳ء)

ص ۱۴۱-۱۴۲۔

(۴) منو سمرتی۔ منو جی نے ایک شلوک میں اسی کہانی کی

طرف اشارہ کیا جس کا ترجمہ یہ ہے:-

”اجی گرت رشی بھوک سے دھکھی ہو کر اپنے بیٹے (دشنہ شیب) کو
قتل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن گناہ سے آلودہ نہیں
ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے فاقہ کی موت سے بچنے کے لئے
ایسا کیا تھا۔“

[منو سمرتی۔ ادھیائے ۱۰۔ ۱۰۵]

۱۵۔ یورپین عالموں نے اس کہانی کا ترجمہ بزبان انگریزی شائع
کیا ہے۔ جس میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔
(۱) ولسن صاحب انھوں نے اپنے ایک مضمون میں اس
کہانی کو لکھا ہے۔

دشنہ شیب
کی کہانی
اور یورپین
علم

(۲) پروفیسر میکس مولر انھوں نے اپنی کتاب ”اینڈینٹ
سنسکرت لٹریچر“ (قدیم سنسکرت کا علم ادب) میں اصل حکایت
سے ترجمہ درج کی ہے (دیکھو کتاب مذکور ص ۲۷۸-۲۷۹)۔

(۳) ڈاکٹر میکڈونلڈ ایم۔ اے۔ انھوں نے اپنی کتاب ”یک
ریجن“ (وید مذہب) میں اس کا ترجمہ کیا ہے (دیکھو کتاب مذکور
ص ۸۸-۱۰۶ طبع دوم)۔

(۴) ڈاکٹر مارٹن ہاگ۔ انھوں نے آئیسٹریہ نیرا ہمن کا پورا
ترجمہ شائع کیا ہے اس میں یہ کہانی موجود ہے (دیکھو آئیسٹریہ نیرا ہمن)

ادنی دی رگوید۔ جلد دوم صفحہ ۲۶۰-۲۷۱ مطبوعہ بمبئی ۱۸۶۳ء

منو سمرتی کی بابت
سوامی جی کی ایک
تامل قد تحریرو

۱۶۔ ویدوں کے علاوہ جن کتابوں میں شنبہ شیب کی کہانی درج کی گئی ہے۔ یا اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایتھریہ براہمن اور منو سمرتی سب سے زیادہ مستند اور قدیم ہیں۔ ایتھریہ براہمن کی بابت سوامی جی کی رائے معلوم ہو چکی ہے (دیکھو دفعہ ۷-۸-۹) اور منو سمرتی کی عظمت کا اندازہ اسی بات سے ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب ستیا رتھ پر کاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں منو سمرتی کے سوا کسی دوسری سمرتی کے شلوک درج نہیں کئے جس کی وجہ انھوں نے ان لفظوں میں بیان کی ہے۔

”اینہ سمرتیوں کا ویدوں سے درودھ اور ویدوں میں پرمان بھی کسی کا نہیں ہے۔ رشی نیوں کی بھی کوئی سمرتی نہیں سوائے منو سمرتی کے اس کے بعد سنسکرت کی ایک عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں) یہ چنانچہ گپ اپنش کی شرتی ہے اس کا یہ ابھیرا ہے کہ جو کچھ منو جی نے آپیش کیا ہے تھادت ویدکت ہے اور ستیرا ہے جیسے کہ روگ کا تاش کرنے کا اور خدھی دیا ہی ہے۔ ایک منو سمرتی ہی کا وید میں پرمان ملتا ہے اور کسی سمرتی کا نہیں“

{ ستیا رتھ پر کاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء }
{ چوتھا سلاس ۱۵۱ (اردو ٹوٹن) (حاشیہ صفحہ ۷۸ پر ملاحظہ ہو)

تحریر مذکور کا حاصل
مطلب

۱۔ عبارت مذکورہ بالا میں سوامی جی نے تمام سمرتیوں کو غیر مستند بتا کر
صرف منوسمرتی کو مستند مانا ہے اور چھانڈوگ اب نشد کے حوالہ سے یہ لکھا
ہے کہ منوسمرتی میں جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل سچ اور وید کے مطابق ہے اور جس طرح
دوائیں جسمانی امراض کو دور کرتی ہیں اسی طرح منوسمرتی کی تعلیم روحانی امراض
کا علاج ہے۔ سوامی جی دفعہ نہایت زور کے ساتھ فرماتے ہیں کہ
منوسمرتی ہی کا "وید میں پرمانج" اس سے یہ پہلے بات ثابت ہوئی
(الف) صرف منوسمرتی مستند باقی تمام سمرتیاں غیر مستند ہیں۔

۲۔ سوامی جی کے مرنے کے بعد ۱۸۸۷ء میں ستیا رتھ پرکاش کا دوسرا ڈیشن نکل
ہوا تھا۔ اس میں بھی منوسمرتی کے ساتھ تمام سمرتیوں کو ناقابل تسلیم اور معویہ کی مٹی بتایا ہے مگر
اتنا اور بڑھا دیا ہے کہ منوسمرتی کے "تحریف شدہ شلوک" بھی ناقابل تسلیم ہیں (دیکھو کتاب
مذکورہ کا مستند اردو ترجمہ تیسرا سہلا س۔ دفعہ ۸ ص ۹۲) اس بات کا بارشوت آریہ سماج پر ہے
کہ آیا خود سوامی جی نے اپنے پہلے قول اور چھانڈوگ اب نشد کی شرتی کو رد کیا ہے یا ان
کے بعد کسی دوسرے شخص نے ان کی تحریک کو پلٹ دیا ہے۔ یا کوئی اور قصہ ہے جس نے مقالہ
اول کے دوسرے حصہ میں اس پر بحث کی ہے۔ خیر کچھ سہی۔ آریہ سماج کو منوسمرتی کے تحریف شدہ
شلوکوں کا پتہ لگا تاہم اسے گا اور جب تک منوسمرتی ادھیائے ۱۰۔ شلوک ۱۰۵ (جو جس
میں شتہ شیب کی کہانی کی طرف اشارہ ہے) قطعی دلائل سے "تحریف شدہ" ثابت
نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اس کو مانی کر صحیح ماننا لازم ہوگا۔ ۱۲۔ منہ

تحریر مذکور کا حاصل
مطلب۔

صرف منوسمرتی مستند

(ب) منوسمتری کی تعلیم بالکل پہنچی ہے اس میں کوئی جھوٹی تعلیم نہیں ہے۔
 منوسمتری کی کل تعلیم صحیح ہے۔

(ج) منوسمتری اس قدر مستند کتاب ہے کہ ویدوں میں اس کا ذکر ہے اور وید بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔
 وید بھی منوسمتری کی تصدیق کرتے ہیں۔

(د) منوسمتری ویدوں سے مقدم اور مثل ویدوں کے الہامی کتاب ہے۔
 منوسمتری الہامی کتاب ہے۔

۴۴۔ ششہ شیب کی کہانی کے مستند ہونے کے دلائل

۱۸۔ دفعہ ۱۴ میں ششہ شیب کی کہانی کے ماخذ بتائے گئے ہیں جن میں سے پہلی دلیل
 رگوید۔ ایتریہ براہمن اور منوسمتری کے مستند ہونے میں کسی کو کلام نہیں
 ہو سکتا۔ لہذا اسی مستند اور الہامی کتابوں میں اس کہانی کا درج ہونا اس
 کے صحیح اور مستند ہونے کی سب سے پہلی دلیل ہے۔

۱۹۔ ڈاکٹر راجندر لال متر بالقابہ دریس کلکتہ نے اپنی قابل
 قدر کتاب انڈیا اینڈ گنگا (ہندوستانی آریہ) میں اس کہانی پر
 پوری روشنی ڈالی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ششہ شیب کوئی فرضی یا مصنوعی
 نام نہیں ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اسی ششہ شیب کی اولاد میں
 ہوں جس کا نام دیوراسٹ رکھا گیا تھا۔ اور جس کو وشوامتر نے متبلی
 کر کے اپنے خاندان میں شامل کر لیا تھا۔ دیکھو کتاب مذکور جلد دوم

تمیزی دین

۶۹۔ مطبوعہ کلکتہ) اور یہ اس کہانی کے مستند ہونے کی دوسری دلیل ہے۔
 ۲۰۔ اگر اس کہانی کو مصنوعی یا جعلی کہا جائے گا تو رگوید کے متنو منتر تاریکی میں رہیں گے اور ان کے مفہوم حقیقی پر کوئی روشنی نہیں پڑ سکے گی کیونکہ ایتر یہ براہمن میں ان منتروں (یعنی رگوید۔ منڈل ۱۔ سکت ۲۴۔ منتر ۱۔ اور اُس سے اگلے منتروں) کی تفسیر اسی کہانی کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہے۔ اگر ششہ شیدپ کی کہانی کا تعلق رگوید سے قطع کر لیا جائے تو وہ منتر ایک خالی چیتاں رہ جائیں گے اور وید مقدس کا مطلب کھل نہیں سکے گا اور یہ اس کہانی کے مستند ہونے کی تیسری دلیل ہے۔

جملہ دلیل

۲۱۔ اگر یہ کہانی فرضی ہوتی اور کسی جمل ساز نے اُس کو رگوید کی تفسیر میں داخل کر دیا ہوتا تو پہلا شخص جو اس کے خلاف آواز اٹھاتا۔ وہ سولہ دینند ہوتا۔ صاحب موصوف نے تمام مذاہب کو باطل کرنے میں کیا بھڑکتا اٹھائی ہے اور اپنے خلاف منشا ہندو شاستروں کو رد کرنے میں کیا کچھ اہتمام کیا ہے۔ اگر ششہ شیدپ کی کہانی کے خلاف کوئی کمزور سے کمزور دلیل بھی ان کے پاس ہوتی تو وہ نہایت زور کے ساتھ اُس کو پیش کرتے۔ اور اس کہانی کو رد کرنے کے لئے پورا زور لگاتے۔ مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ لہذا یہ کہانی جعلی یا الحاتی نہیں ہوتی

اور یہ اس کے مستند ہونے کی چوتھی دلیل ہے۔

پانچویں دلیل

۲۲۔ ایترہ براہمن میں یہی ایک کہانی نہیں ہے۔ بلکہ وہ دو ہشتانوں

اور افسانوں کا مجموعہ ہے جس میں ایسی ایسی بے شمار حکایتیں بھری پڑی

ہیں جن سے مختلف وید منتروں کے معنی پر روشنی ڈالی گئی ہے لہذا

ششہ شیب کی کہانی کو جعلی قرار دینے سے تقریباً تمام ایترہ

براہمن کو غیر مستند قرار دیکر ایک زہریلی خوراک کی طرح یک قلم ترک کر دینا

لازم ہو جائے گا۔ کیونکہ ایسی غیر مستند کتابوں کے لئے سوامی جی کا یہی

فتویٰ ہی رد کیو مقالہ اول حصہ دوم اور ستیا رتھ پرکاش کا تیسرا سہاس

مگر سوامی جی ان کتابوں کے مضامین کو الہامی قرار دے چکے ہیں

رد کیو دفعہ ۹) اور یہ اس کہانی کے مستند ہونے کی پانچویں دلیل ہے۔

چھٹی دلیل

۲۳۔ رگوید کے تنو منتروں کی تفسیر کا ماخذ یہی کہانی ہے جو ایترہ

براہمن میں درج ہے اور چونکہ رگوید کی کوئی تفسیر ایترہ براہمن سے

زیادہ قدیم اور مستند نہیں ہے لہذا ان منتروں کا مطلب اسی تفسیر

اسی کہانی سے حل ہو سکتا ہے۔ اب جو شخص اس کہانی کو غیر مستند بتائے

اسکو لازم ہوگا کہ ایترہ براہمن سے زیادہ مستند تفسیر دکھائے۔ جو ہر امر محال ہے۔

اور یہ اس کہانی کے مستند ہونے کی چھٹی دلیل ہے۔



۵۔ لفظ شنیہ شیب کا اسم مکرر نہیں ہے

۲۴۔ سوامی جی کا ایک بچہ مرید اور شیدا چلا جس کو اُن سے بچہ
 اُس تھا جس کو لوگ "پانگل بن کی حد تک پہنچا ہوا بتاتے تھے"
 اور جس کی نسبت آریوں کا خیال ہے کہ "یہ دیوانگی مبارک تھی" (دیکھو
 کلیات آریہ سفر کا دیباچہ ص ۱۹۰۔ مطبوعہ ہر دور ۱۹۰۷ء) لفظ شنیہ
 شیب کی بابت جو الہ بڑوکت لکھا ہے کہ

"شنو شیب ما پیک سے اُس کا جس کا ودیا سے سپر ش ہو۔ یعنی ودواں

یہ دیکھ مطلق میں کسی خاص آدمی کا نام نہیں۔ بلکہ بڑج کی جگہ استعمال ہو کر

{ صداقت اول تعلیم آریہ سماج۔ نمبر ۲ ص ۱۱۰ }
 { کلیات آریہ مبارک ص ۱۹۰ کا لم ۲ }

۲۵۔ شنیہ شیب کے معنی ودواں ہوں یا بڑج مجھے اٹھا رہے ہیں۔ مگر یہ قول کہ
 "کہ کسی خاص آدمی کا نام نہیں" قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ کسی لفظ کا معنی
 ہونا اُس کی کلیت کے منافی نہیں ہے (پیشہ و تفصیل کے ساتھ آئندہ
 فصل ششم میں بیان کیا جائے گا) اس کے علاوہ اگر اس لفظ کو اسم
 مکرر یا اسم صفت مان لیا جائے تو تمام کچھ مفسروں اور رشیوں کو
 جھٹلانا اور یہ ماننا پڑے گا کہ سب ویدک مطلقاً حات سے محض

شنیہ شیب کا نام
 دیکھتے تھے
 کی ایک تصویر

اس تصویر کی تائید

نا آشنا اور معانی دید سے بالکل جاہل تھی یا انہوں نے دید منتروں کے مطلب کی
 پلٹنے کی غرض سے ایک کہانی دل سے گھڑ کر تفسیر دید میں داخل کر دی پھر
 نزدیک ایک پکا آریہ بھی ایسی بات زبان پر نہیں لاسکتا یہی وجہ ہے کہ
 اُس "مبارک دیوانگی والے" مہاتما کو بھی رہا وجود اُس شغف کے جو اُس کو
 اپنے گرو کے ساتھ بٹھا (ایتریہ براہمن اور منوسمرتی کو کلم کھٹا جھٹلانے
 کی جرات نہیں بھٹی) اور یہی وجہ ہے کہ اُس نے ایک معترض کو درجن
 ہوئے کیا تھا کہ شتہ شیب کی کہانی ان کتابوں میں موجود ہے (صرف
 یہ کہ کمال دیا تھا کہ :-

"ایتریہ براہمن کا آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔۔۔۔۔ منوجی کی
 سنہتا کا بھی آپ نے کوئی نشان نہ دیا۔ پھر ہم کہاں تلاش کریں؟

[دیکھو حوالہ سابقہ]

ماظہرین مقالہ ہذا پر یا امر بالکل عیاں ہے کہ

(۱) رگ وید منٹل ۱۔ سکنت ۲۴۔ منتر ۱۲-۱۳ میں دو جگہ
 شتہ شیب کا نام موجود ہے۔

(۲) منوسمرتی (ادھیائے ۱۰۔ شلوک ۱۵) میں شتہ شیب کے
 باپ اچی گرت کا تین تنو گائیں لیکر اس کو قتل کرنے کے لئے آمادہ
 ہو جانے کا بیان ہے۔

(۱۳) ایتر یہ براہمن میں پورا قصہ ہی مذکور ہے۔

قصہ کوتاہ لفظ شنه شیب میں بطور علم مستعمل ہوا ہے مگر تعجب حیرت کا مقام ہے کہ آریوں کا بہترین عالم اور فاضل ترین مناظر پنڈت لیکھرام جس کی تصنیفات اور تحقیقات پر آریہ دوستوں کو آج تک ناز ہے ایسا بھولا اور کم سمجھ بن جائے کہ شنه شیب کی کہانی کہیں اس کو نظر ہی نہ آئے اور کشمیر سے اس کماری تک اور برہما سے ملک سندھ تک ہند کے طول و عرض میں کوئی آریہ پنڈت اس کو ایسا نہ ملے جو اس کہانی کا پتہ بتا سکے۔ آریہ دوستو! انصاف کرنا اور خدا لگنی کہنا۔ یہ پنڈت جی کا جواب ہی یا لا جواب ہونے کا صاف اقرار۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

۶۔ ویدک الفاظ بمعنی ہین

۲۶۔ میں نے شنه شیب کی کہانی کا مستند ہونا قطعی دلائل سے ثابت کر دیا۔ نیز سوامی جی کے چیلے کے دوران کار تکلفات کو بھی رد کر دیا۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ لفظ شنه شیب گوید میں بطور علم مستعمل ہوا ہے مگر سوامی جی اس بات کے مدعی ہیں کہ ویدوں میں اتہا (تواریخی سوانح) کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔

سوامی جی کا لیل
متعلق اس امر کے
ویدوں میں
اتہا نہیں ہے

ان کی دلیل حسب ذیل ہے:-

"ویدوں میں بامعنی الفاظ ہیں یعنی وہ منتر کچھ نہ کچھ معنی رکھتے ہیں۔

ہیں منتر سنتا میں اتہاس (تواریخی سوانح) کا نام و نشان

بھی نہیں ہے اور سائنٹا چارے وغیرہ نے جو وید پر کاش وغیرہ

کتابوں میں جہاں تہاں اتہاس بیان کئے ہیں محض غلطی پر مبنی ہیں۔

{ تفسیر وید (اردو ترجمہ بھوسکا) ۹ ملاح
وید پر بحث ص ۵۵ مطبوعہ ۱۹۵۰ء }

۲۷۔ نتیجہ ہے کہ سوامی جی نے اس تحریر کو دلیل کے طور پر پیش کیا حالانکہ
یہ کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک دعویٰ ہے ایک نتیجہ اور
ایک فیصلہ۔

(۱) دعویٰ ہے کہ ویدوں میں بامعنی الفاظ ہیں۔

(۲) نتیجہ ہے کہ وید منتروں میں اتہاس کا نام و نشان بھی نہیں" اور

(۳) فیصلہ ہے کہ سائنٹا چارے وغیرہ کی تفسیریں "غلطی پر مبنی ہیں"

میں دعویٰ کو تسلیم کرتا ہوں۔ مگر نتیجہ غیر مسلم ہے کیونکہ اس کو دعویٰ
سے ربط نہیں۔ دعویٰ اور نتیجہ میں ملازم نہیں۔ اور حسب نتیجہ غلط
ہوا تو فیصلہ بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

۲۸۔ جہاں تک کہ محققین فلسفۃ اللسان نے تحقیق کیا وہ اس

بروزانہ گفتگو میں
ہوتے ہیں۔

نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہر زبان کے الفاظ دراصل کسی نہ کسی معنی کے لئے
 موضوع ہوتے ہیں اور دیکھ الفاظ یا سنسکرت زبان کی کوئی
 خصوصیت نہیں ہے۔ اس امر کے ثبوت میں جناب مولوی سید
 کرامت حسین صاحب کنٹوری (القابہ) کی عربی تصنیف "مقدمہ"
 ۱۹۵۶ء میں بمقام علی گڑھ چھپ کر شائع ہو چکی ہے (پیش کی جاسکتی
 ہے جس میں بے شمار شواہد سے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ عربی تاؤ
 قدرتی آوازوں کی نقل ہیں جن کی صورتوں کی تبدیلی سے مختلف
 الفاظ پیدا ہوئے۔ صاحب ممدوح نے بدلائل یہ بھی ثابت کیا ہے کہ
 السنہ سامیہ میں عربی سے مقدم ہے ہر حال دیکھ الفاظ کی
 بہت سوامی جی کا یہ دعوے کہ "وہ ضرور کچھ نہ کچھ معنی رکھتے ہیں" ضرور
 کچھ نہ کچھ معنی رکھتا ہے۔ اور میں بھی اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ مگر اتنا
 اصناف کرتا ہوں کہ یہ دعویٰ دیکھ الفاظ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ
 ہر زبان کے الفاظ کے لئے عام ہے

۲۹۔ میں اس موقع پر عربی۔ فارسی۔ ہندوستانی اور سنسکرت
 کے چند مشہور نام اور ان کے اصلی معنی لکھ کر اس مطلب کو واضح کرنا
 چاہتا ہوں کہ اسمائے اعلام بھی با معنی ہوتے ہیں۔

(۱) عربی میں آدمہ۔ نوح۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد

اسات نام کی
 بحث

جمہوری نام و نام کے
 معانی

مشہور پیغمبروں کے نام ہیں۔ اذہم کے معنی ہیں "گندم گوں"۔
گندمی رنگ ہونے کی وجہ سے اور نیز ادیم زمین پر پیدا ہونے کی
مناسبت سے ابوالبشیر کا یہی نام قرار پایا۔ لوط کے معنی ہیں۔
"لوٹہ کرنے والا" کثرت گریہ و زاری کی وجہ سے یہ نام مشہور ہو گیا۔
موسیٰ مرکب ہے "مو" اور "سائے"۔ مو۔ "تابوت" کو کہتے
ہیں اور سریانی زبان میں سا کے معنی ہیں "پانی" چونکہ اس پیغمبر کی
والدہ ماجدہ نے بعد ولادت اپنے فرزند کو فرعون کے خوف سے تابوت
میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا تھا اس لئے وہ موسیٰ کے
نام سے موسوم ہوئے مسیح کے معنی ہیں "بہت سفر کرنے والا"
اور "وہ شخص جس کے یوں پر روغن وغیرہ کی مالش کی جائے" ان دونوں
مناسبتوں سے حضرت عیسیٰ کو مسیح کہتے ہیں عیسیٰ کے معنی ہیں
"حمد کیا ہوا" "قابل ستائش" مگر یہ نام ہے ہمارے پیغمبر آخر الزمان
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اور یہی معنی عبرانی زبان میں یسوع فارسی
کے ہیں مگر وہ بھی آنحضرتؐ کا اسم مبارک ہے۔ اور اسی نام سے حضرت
مسیحؑ نے ہمارے پیغمبر کے آنے کی بشارت دی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے
وَهُبِّشِرَ الْبَشَرَ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي أَسْمَاءُ أَحْمَدُ (صف ۱۱)
یعنی میں تم کو ایک پیغمبر کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اُن کا نام احمد ہوگا۔

مگر عیائینوں نے حیرانی کے اہل لفظ میں کسی قدر تفسیر و تبیل
کر کے اُس کا ترجمہ تسلی دہندہ کر دیا یا علم کو اسم نکرہ بنا دیا!

(۲۰) - فارسی کی کتابوں میں نوشیرواں - کسریٰ اور قیصر جو

مشہور بادشاہوں کے نام ہیں جا بجا دیکھنے میں آتے ہیں نوشیرواں
کے معنی ہیں "شیریں جان" عدالت میں شہرت کی وجہ سے ایران کا
تاجدار کسریٰ ہے۔ اس نام سے مشہور ہو گیا۔ کسریٰ کے بھی بامعنی
لفظ ہے اور مغربی، خسر و کا جس کے معنی میں "واسع المملکت"

یعنی وسیع سلطنت والا۔ نوشیرواں عادل اس نام سے بھی مشہور
تھا۔ قیصر (جو اصل میں سینئر تھا) رومی زبان میں اُس بچہ کو
کہتے ہیں جس کی ماں اُس کی ولادت کے قریب زمانہ میں مر جائے اور
بچہ ماں کا پیٹ چاک کر کے اُس بچہ کو نکال لیا جائے روم کا پہلا بادشاہ
اغسطوس (آگسٹس) اسی طرح پیدا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے

اس کا نام قرار پایا۔ اس کے بعد سے ہر بادشاہ روم کا یہی لقب ہو گیا
(۲۱) - ہمارے ملک میں الہ بخش۔ الہ ویا۔ الہ ویا (بزبان پنجابی)

مسلمان مردوں کے نام ہوتے ہیں جن کے معنی ہیں "اللہ کا دیا ہوا"

(۲۲) - ہندوؤں میں دیودت۔ گرودت۔ دیوناختہ۔ کرشن
مردوں کے نام اور دیو کی عورت کا نام ہوتا ہے مگر دیودت

چند فارسی ناموں
ان کے معانی

چند ہندوستانی نام
اور ان کے معانی

چند سنسکرت کے
نام ان کے معانی

کے معنی ہیں "دیوتا کا دیا ہوا" اور **گرو دوت** کے معنی ہیں گرو کا
 دیا ہوا۔ **دیوتا** نامہ جس کے معنی ہیں "دیوتاؤں کا سردار" شیبہ جی
 مہاراج کا نام ہے۔ کیونکہ وہ سب دیوتاؤں کے سردار مانے گئے ہیں
کرشن کے معنی ہیں کالا "مگر سیاہ فام ہونے کی وجہ سے بھارت
 کا مشہور و معروف ہیرو۔ اسی نام سے مشہور ہو گیا **دیو کی** کے معنی
 ہیں "دیوی" (یہ لفظ دیوک کا صیغہ مونث ہے جس کے معنی دیوتا
 ہیں) مگر دیوک کی بیٹی۔ جو بسو دیو کی بیوی اور کرشن جی کی مان تھیں
 ان کا نام دیو کی ہے۔

ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ ہر زبان کے الفاظ (مہل سر بحث
 نہیں) کسی نہ کسی معنی کے لئے وضع کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ جو الفاظ
 کثرت استعمال سے محض علم کے طور پر مستقل ہونے لگے ہیں۔ اور جن کے
 معانی کا علم عام طور پر لوگوں کو نہیں رہا وہ بھی دراصل بامعنی ہوتے ہیں +
 ۱۔ اب ہم دیدوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو رشیوں۔ راجاؤں
 دریاؤں۔ وغیرہ کے نام اور ان کی کہانیوں کے اشارات اس کثرت
 سے ملتے ہیں کہ ان کو شمار کرنا دشوار ہے۔ جن کی شرح آئیتریشیتہ
 وغیرہ تفاسیر میں کی گئی ہے لہذا جو نام (اعلام) دیدوں میں مذکور ہیں
 ان کو لغت کے شکنجہ میں کس کر بزم کثرت کی چلتی میں دل کر اور مٹھنٹو

دیدوں سے اعلام
 رشیانا دیدوں کو
 ذکر کیا ہے۔

کی مشین میں کھل کر اسم نکرہ بنانے کی کوشش ایسی ہی غلطی اور بے معنی ثابت ہوگی۔ جیسے اس شخص کی کوشش جو آدم - نوح - مسیح - دیونا مہر اور کرشن وغیرہ ناموں کے معانی "گندم گوں" "نوحہ کرنے والا" "بہت سفر کرنے والا" "دیوتاؤں کا سردار" اور سیاہ فام وغیرہ بتا کر ان ناموں کو اسم نکرہ بنا کر اصل مطلب کو بالکل چوڑا کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ ویدوں کے تمام قدیم و جدید مفسرین نے ویدک ناموں کو جوں کا توں قائم رکھا ہے۔ اور ان کو اسم نکرہ قرار دیکر ویدوں کا مطلب پلٹنے کی کوشش نہیں کی لہذا مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سوامی جی ہمارا ج کا فیصلہ کہ

”سائنا چاریہ وغیرہ نے جو وید پرکاش وغیرہ کتابوں میں جہاں جہاں

اتھاس بیان کئے ہیں۔ وہ محض غلطی پر مبنی ہیں۔“

محض غلطی پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ اعتراض بجا رہے سائنا چاریہ کی تفسیر نہیں بلکہ تمام ویدک تفاسیر پر وارد ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ سوامی جی کے نہایت مستند گرنٹھ ایتریہ۔ شت پتھر وغیرہ بھی اس کی زور سے نہیں بچ سکتے۔ اور ان کتابوں کو نظر انداز کر کے من مانے معنی بنالینا دراصل ویدوں کا رد کرنا ہے۔

۳۱۔ شتہ شیب کا نام (جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا) رگ وید میں دو جگہ اس بحث کے نتائج

آیا ہے اور پہلے منڈل کے بہت سے منتروں کا شنہ شیب کی کہانی سے
خاص تعلق ہے اور ان منتروں کا مطلب حل کرنے کے لئے اُتیر پر
براہمن میں پوری تفصیل سے اس کہانی کو لکھا ہے جس کے بغیر
منتروں کا مطلب حل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس بحث کا خلاصہ مطلب
یہ ہوا کہ ۔

(۱) ویک الفاظ کے با معنی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیدوں میں کوئی علم
نہیں ہے کسی لفظ کا با معنی ہونا اُس کی علیحدگی کے منافی نہیں ہے۔

(۲) ویک الفاظ۔ باوجود با معنی ہونے کے علم ہو سکتے ہیں اور ہیں۔

(۳) دیدوں کے تمام نئے اور پرانے منتروں نے دیدوں میں اتھاس کو تسلیم

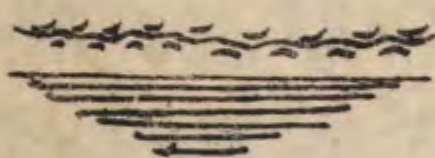
کیا ہے۔ اور وہ تفسیر میں غلط نہیں ہو سکتیں لہذا سوامی جی کے اس

قول میں کہ

” منتر سنتا میں اتھاس (تواریخی سوانح) کا نام و نشان بھی نہیں ہے

(ترجمہ بھومکا ص ۵۶) “

اصلیت کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ اور یہ نتیجہ جو آنھوں نے نکالا ہے
اُن کے دعوے سے نہیں نکلتا ۔



، ویدک اتھاس کے چند نمونے

۱۲۔ اب میں یکھرویدے ویدک اتھاس کی چند مثالیں بطور مشق
نمونہ نمبر وارے پیش کرتا ہوں :-

(۱۱) اوصیائے ۴۴ منتر ۲ میں ورتتر (اُسرا) کی آنکھ کی تیلی کا ذکر
پہلی مثال

ہے اور شست پتھر وغیرہ میں اُس کا قصہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ
اندرون ورتتر کو مارا۔ اُس کی آنکھ کی تیلی گر پڑی اور شرمہ بن گئی۔

(۱۲) اوصیائے ۵ منتر ۲ میں ارششی اور پتر رواراجہ کا نام
دوسری مثال

مثال کے طور پر آیا ہے جس کا قصہ شست پتھر وغیرہ میں لکھا ہوا ہے۔

(۱۳) اوصیائے ۱۰ منتر ۳ میں مہیجی (اُسرا) کا نام صاف لکھا ہوا
تیسری مثال

ہے جس کا پورا قصہ شست پتھر وغیرہ میں بیان ہوا ہے۔

(۱۴) اوصیائے ۱۱ منتر ۴ میں کنوریتی کا نام صاف طور پر
چوتھی مثال

لکھا ہوا موجود ہے۔

(۱۵) اوصیائے ۱۱ منتر ۹ میں لفظ سَپِٹ رشیوں (سات رشیوں)

موجود ہیں اور تفسیر میں ان رشیوں کے نام درج ہیں۔

(۱۶) اوصیائے ۱۹ منتر ۵۰ میں انکرا۔ لوگو۔ آتھرون۔ اور
پنجمی مثال

بھرگو ان چار رشیوں کے نام موجود ہیں۔

(۷) اوصیائے ۱۹۔ منتر ۱۷ میں پھر وہی قصہ ہے کہ اندر نے چمچی (اُسٹر) کا سر کاٹ لیا۔

(۸) اوصیائے ۲۰۔ منتر ۶۸ میں بھی اندر اور چمچی (اُسٹر) کا قصہ دہرایا گیا ہے۔

(۹) اوصیائے ۲۳۔ منتر ۶۳ میں پرچا پتی یعنی برہما جی کی پیدائش کا ذکر ہے۔

(۱۰) اوصیائے ۳۳۔ منتر ۱۱ میں پانچ ندیوں کا ذکر ہے اور سرسوتی ندی کا نام صاف لکھا ہوا ہے۔

اگرچہ سوامی جی براہمن گرنٹھوں کے مضمون کو الہامی تسلیم کر چکے ہیں اور دیکھو دفعہ ۱۹ مگر وہ ایسے موقعوں پر ان کتابوں کی الہامی تعلیم کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور دُور از کار تکلفات سے کام لیا کرتے ہیں مگر جب تک ائیسریہ پشت پتھر وغیرہ رویدوں کی قدیم ترین تفسیریں دنیا میں موجود ہیں سوامی جی کی تفسیر بالرائے قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔

۳۳۔ رویدوں میں ملک ہند کے دریاؤں کے ناموں کا پایا جاتا ہے۔ روید کا ایک منتر جس میں دس دریاؤں کے نام ہیں۔

دیکھو اتھاس کی ایک عمدہ مثال ہے سر دست روید سے (جو سب پر نامور ہے)۔ (اور باقی روید زیادہ تر اسی سے منتخب یا ماخوذ ہیں)۔

صرف ایک منتر پیش کرتا ہوں۔

”اے گنگا! اے یمنہ (جنا)! اے سرسوتی! اے شندری (تلی)!
 اے پرشنی! میری اس تعریف پر نظر عنایت رکھو اے مردِ دور دھا!
 اسکتی اور ویشٹکھا کے ساتھ دل کر اے آرجی کیکے (بیاس)!
 ششوما کے ساتھ (دل کر) میری دعا کو سنو“

[رگوید - منڈل ۱۰ - سکت ۵۰ - منتر ۵]

دیکھئے۔ ایک ہی منتر میں دس دریاؤں کے نام آئے ہیں اور ویدک
 رشی اُن کو خطاب کر کے اُن کے گُن گاتا ہے اور اپنے حال پر
 مہربان ہونے کی التجا کرتا ہے۔ آریہ حضرات غور کریں کہ ویدک رشیوں
 کا ملک ہند کے دریاؤں کے گُن گاتا ویدوں کا استھاس نہیں
 تو اور کیا ہے؟

شندری نام مہاک
 دسوں نام مہاک
 کے ہیں۔

۳۴۔ یہ دریاؤں والا منتر رگوید کے آخری یعنی دسویں منڈل کا
 ہے۔ سوامی جی کی تفسیر ابھی تک نامکمل ہے۔ اور اس مقام تک
 نہیں پہنچی اور گزشتہ پچاس سال کے عرصہ میں اُن کے چیلوں کو
 بھی تکمیل تفسیر کا خیال نہیں آیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کام اُن کی
 طاقت سے باہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں آریہ سماجی ترجمہ پیش کرنے
 سے معذرت ہوں۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ویدوں کے بڑے بڑے
 عالم اس منتر کا وہی مفہوم بیان کرتے ہیں جو میں نے لکھا ہے۔ وہ تسلیم

کرتے ہیں کہ یہ دس نام ہندوستان کے دریاؤں کے ہیں۔
 چنانچہ سنسکرت کے ایک مشہور عالم پنڈت وامن شورام ایسے
 ایم۔ اے (پرنسپل و پروفیسر سنسکرت فرگوسن کالج پونا) نے لفظ اسکینی
 (असिकनी) کی تحقیق میں جو کچھ لکھا ہے میرے
 دعوے کا مؤید ہے۔ صاحب موصوف نے اس لفظ کے حسب ذیل
 معانی لکھے ہیں:-

۱۔ حرم سرا کی نوجوان خاتون (یعنی لڑکی) ۲۔ رات۔

۳۔ پنجاب کے ایک راجا کا نام جس کا ذکر دوسرے دریاؤں کے
 ساتھ اس منتر میں آیا ہے۔

इवमे वंगे यमुने.....

(اممے گئے گئے وغیرہ)

{ پیکل سنسکرت انگلش ڈکشنری -
 ص ۲۱۳ کالم ۲۔ مطبوعہ پونا سن ۱۸۹۰ء }

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ رگ وید منڈل ۱۰۔ سکت ۷۵۔ منتر ۵ میں یہ لفظ
 اسکینی آیا ہے وہ پنجاب کے ایک دریا کا نام ہے۔ اور گنگا - یمنا -
 سندھ سونے وغیرہ الفاظ بھی جو اسی منتر میں آئے ہیں دریاؤں
 ہی کے نام ہیں۔

دریوں کے درمیان کے
نام مٹانے کیلئے لکھا
انوکھی چال۔

۳۵۔ سوامی جی نے سنا تن و ہر میوں کے مقدس تیر بھٹوں کا ارد
کرتے ہوئے گنگا۔ جہنا طے منتر پر ایک بجٹ اٹھائی ہے۔ جو
ذیل میں نقل کی جاتی ہے:-

”سوال۔ دیکھو دیدوں میں ”امم مے گنگے یمنے سر سوتی“ انہ منتر

کے اندر گنگا وغیرہ ندیوں کا ذکر ہے۔ پھر آپ کس طرح نہیں مانتے؟“

”جواب۔ ہم مانتے تو ہیں۔ ان کا نام ندی ہے۔ یعنی گنگا وغیرہ ندیاں

ہیں۔ اور ہم ان کی نسبت اسی قدر مانتے ہیں کہ ان میں نہانے سے

برق کی صفائی ہو جاتی ہے پس ان سے اتنا ہی فائدہ ہے ان میں

پاپ کو مٹانے یا دکھ سے پار اتارنے کی طاقت نہیں ہے کیونکہ تری

خشکی وغیرہ میں اس قسم کی طاقت ہونا ناممکن ہے۔ یہ طاقت تو مذکورہ بالا

یتر تھوں ہی میں ہو سکتی ہے نہ کہ کسی اور میں۔ اور بھی سنئے۔ اڑا۔

پنگلا۔ ششمننا۔ گرم وغیرہ ناڑیوں کا نام بھی گنگا وغیرہ ہے۔

ان کے اندر یوگ سادھی (حالت مراقبہ) میں پریشور کا دھیان

لگایا جاتا ہے جس سے دکھ مٹ کر نکتی حاصل ہو جاتی ہے XXX

منتر کا اشارہ اسی بات کی طرف ہے کیونکہ اس مقام پر اوپر سے پریشور کا

مضمون چلا آیا ہے“

تمہید تفسیر وید (ترجمہ بھومکا) مستند و معتبر
کتابیں کا بیان ۱۸۶ مطبوعہ مرٹھ ۱۸۹۸ء

بیان مذکور کی
تتقید

۳۷۔ یہاں تین باتیں قابل غور ہیں:-

(۱) سوامی جی نے گنگا وغیرہ کو جن کا نام وید میں آیا ہے۔ دریا مان لیا اور اُن کو تیرتھ تسلیم کر لیا۔ بایں معنی کہ اُن میں نہانے سے بدن صاف ہو جاتا ہے مگر مکتی نہیں مل سکتی۔

(۲) بدن کی ناڑیوں کا نام گنگا وغیرہ بتایا ہے۔

(۳) ان ناموں کو بدن کی ناڑیاں ثابت کرنے کے لئے دلیل

یہ پیش کی کہ اوپر سے پریشور کا مضمون چلا آتا ہے۔

نمبر ۱۔ کا پہلا جز یعنی گنگا جنما سر سوتی وغیرہ کا (حسب بیان وید) تیرتھ ہونا منسلک ہے۔ مگر اُس کا پچھلا جز یعنی یہ دعوے کہ اُن میں مکتی دینے کی طاقت نہیں۔ ہندو شاستروں کی تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ ہندو لوگ اُن کو صرف دریا نہیں مانتے بلکہ دیوی لایوتا سمجھ کر اُن میں مکتی دینے کی طاقت مانتے ہیں جیسا کہ آئندہ آئیر یہ براہمن کے حوالہ سے ثابت کیا جائے گا (دیکھو دفعہ ۴۷) پس جو باتیں ہندو شاستروں کے پرمانوں سے ثابت ہو کر ہندو دھرم کی بنیاد قرار پا چکی ہیں۔ وہ شاستروں کے تسلیم کر لینے کے بعد سوامی جی کے عقلی تمکون سے رد نہیں ہو سکتیں۔

نمبر ۲۔ بے سند اور بے ثبوت ہے۔ لہذا قابل تسلیم نہیں ویدوں کی

قدیم تفسیروں میں گنگا-جنا وغیرہ کو دریا لکھا ہے سوامی جی کو درواز کا
تکلفات کا وہاں نام و نشان بھی نہیں ہے۔

منبر ۳ کی تحریر یہ۔ کوئی دلیل نہیں ہے اگر بالفرض اوپر سے پریشو کا
مضمون چلا آتا ہے تو کیا آگے چل کر دریاؤں کے گن نہیں گائے
جا سکتے؟ اس قسم کی سرسری دفع الوقتی سے کام نہیں چل سکتا
سوامی جی کا فرض تھا کہ اس موقع پر اپنی مانی ہوئی مستند تفسیروں کی
عبارتیں نقل کر کے ثابت کرتے کہ گنگا-جنا-سرسوئی وغیرہ
دن نام بدن کی ناٹیوں کے ہیں نہ کہ دریاؤں کے۔ اس کے بعد
ان تفسیروں کے حوالہ سے یا ملہان وید کے اقوال سے منتر کا
صحیح ترجمہ پیش کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ ان کا منتر تو یہ چلا
اب دیکھنا یہ ہے کہ آریہ سماجی بزرگ، ویدوں کے دریاؤں کو اڑانے
کے لئے کونسا منتر پڑھتے ہیں۔

۸۔ سوامی دیانند کی تحریرات سے وید کا اتہاس کا ثبوت

۱۲۔ ویدوں سے اتہاس کو مٹانے کے لئے سوامی جی نے جو زالی
کوشش کی ہے اس کا حال آئینہ ہو گیا۔ اور ان کے تصنع کی حقیقت
کھل چکی مگر باوجود سخت اہتمام کے اب بھی ان کی کتابوں میں ایسے

سوامی جی کی
ناکامیاب
کوشش

مقامات موجود ہیں جہاں ان کے مصنوعی ہتھیار گند ہو کر بالکل بیکار
ثابت ہوئے ہیں۔ میں چند ایسے مقامات کا پتہ دیتا ہوں تاکہ بحیثیت
ہر پہلو سے مکمل ہو جائے ۛ

پہلا ثبوت

۳۸۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے آٹھویں جلد میں شرشی
آپتی (پیدائش عالم) کے بیان میں ایک مقام پر لکھتے ہیں :-
۴۴ (سوال) انسانوں کی ابتدائی پیدائش کس مقام پر ہوئی؟

(جواب)۔ تری و شتپ میں جس کو قبت کہتے ہیں۔

(سوال) شروع دنیا میں لیکے ذات تھی یا بہت؟

(جواب) ایک انسان کی ذات تھی بعد ازاں [سنسکرت کا ایک جملہ
نقل کر کے] یہ رگوید کا قول ہے شرفیوں کا نام آریہ عالم۔ دیو اور

بدون کا نام دسیو یعنی ڈاکو جاہل ہو جانے سے آریہ اور دسیو دو نام
ہو گئے نقل رگوید [سنسکرت کا ایک جملہ نقل کر کے] آریہوں میں مذکورہ

بالاطور سے براہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر چار تقسیم ہوئیں۔ درج

عالموں کا نام آریہ اور جاہلوں کا نام شودر اور لامہ یعنی انارٹی ہوا۔

۴۶۔ (سوال) ہر دے بیان کیسے آئے؟

(جواب) آریہ امدیشیوں میں یعنی عالموں (دیو) اور جاہلوں

دیو آریہ کی لڑائی کے
دعوات

(اُس) کے درمیاں ہمیشہ لڑائی کھیڑا ہوتا رہا جب بہت فساد ہونے
 لگا تب آریہ لوگ تمام کرہ زمین میں اس قطعہ زمین کو سب سے عمدہ جان کر
 یہاں آئے۔ اسی وجہ سے اس ملک کا نام "آریہ ورت" ہوا۔ اس کے
 بعد دفعہ ۴۷ میں بحوالہ منوسمرتی آریہ ورت کا حدود اربعہ بیان کر کے
 اس ملک کی وجہ تسمیہ کی بابت لکھتے ہیں کہ اُن سب کو آریہ ورت
 اس لئے کہتے ہیں کہ یہ آریہ ورت دیوی یعنی عالموں نے بیایا ہے اور آریہ
 لوگوں کے بوردو باش کرنے سے یہ آریہ ورت کہلاتا ہے۔ اس کے بعد
 دفعہ ۴۸ میں ایک سوال و جواب کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ آریہ لوگ
 ابتدائے عالم میں کچھ عرصہ کے بعد تبت سے سیدھے اس ملک میں آکر
 بسے تھے۔ اس کے بعد دفعہ ۴۹ میں لکھا ہے کہ آریہ ایران سے نہیں
 آئے تھے۔ اور رگوید۔ منڈل ۱۔ سکت ۵۱۔ منتر ۸ وغیرہ کے حوالہ
 سے آریہ۔ دیو۔ اور آریوں کی چاروں ذاتوں۔ براہمن۔ کھشتری۔ ویشی
 اور شودر کے نام لکھے ہیں۔ پھر دیو اُسر سنگرام کو تسلیم کرنے کے بعد
 لکھتے ہیں کہ جب (اُس) ہمالہ کے علاقہ میں رہنے والے آریوں پر لڑنے
 کو چڑھائی کرتے تھے۔ تب تب یہاں کے راجہ مہاراجہ لوگ انہی شمال
 وغیرہ ملکوں میں آریوں کے مددگار ہوتے تھے۔ اس کے بعد منوسمرتی
 کے شلوک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ آریہ ورت ملک علاقہ جو

ہیں دے "دسیو ویش" اور "پچھ ویش" کہلاتے ہیں۔ اس سے
 بھی ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کے علاوہ مشرقی، شمال مشرقی، شمالی،
 شمال مغربی اور مغربی ملکوں میں رہنے والوں کا نام دسیو اور پچھ
 نیز اتر ہے۔ اور جنوب مغربی، جنوبی اور جنوب مشرقی اطراف میں آریہ
 ورت ملک سے باہر رہنے والے لوگوں کا نام "کھشس" ہے، "x x x"

{ ستیا رتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ اشواں سہاس
 دفعات ۳۵-۳۶ ص ۲۹۵-۲۹۶ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء }

بیان مذکور کا
 خلاصہ مندرجہ

۳۹۔ اس مقام پر سوامی جی نے لمور ذیل کو تسلیم کیا ہے۔

(۱) ابتدائی آفرینش انسانوں کی ملک تبت میں ہوئی۔

(۲) شروع دنیا میں انسانوں کی ایک ذات تھی۔

(۳) پھر دنیا میں ہو گئیں۔ یعنی آریہ اور دسیو

(۴) شریفوں کا نام آریہ اور بدھوں کا نام دسیو یعنی ڈکور رکھا گیا۔

(۵) پھر آریہ میں چار ذاتیں قائم ہوئیں، براہمن، کھشتری، ویش اور شودر۔

(۶) پھر یہ چاروں ذاتیں دو قسموں میں تقسیم ہو گئیں پہلی تینوں

ذاتوں کا نام عالم ہونے کی وجہ سے ووج یا آریہ رکھا گیا اور چاروں

آریہوں کا نام آتاریہ ہوا۔

(۷) آریہوں اور دسیوؤں کے درمیان ہمیشہ لڑائی بکھیرا ہوتا رہا۔

(۸) جب بہت فساد ہونے لگا تب آریہ لوگ اس ملک میں آکر بسے
 کیونکہ انہوں نے اس قطعہ کو کورہ زمین میں سب سے عمدہ سمجھا تھا۔

(۹) قدیم آریوں نے اس ملک کا نام آریہ درت رکھا تھا۔

(۱۰) آریہ درت کے حدود معتین ہیں۔

(۱۱) آریہ لوگوں کی بوند باش کی وجہ سے اُس ملک کو آریہ درت کہتے ہیں

(۱۲) آریہ لوگ تبت سے سیدھے اس ملک میں آکر بسے تھے۔

ملک ایران سے نہیں آئے تھے۔

(۱۳) ہمالہ کے علاقہ میں رہنے والے آریوں ادا سڑوں کے درمیان

بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ ادا اس ملک کے راجہ مہاراجہ اُن آریوں

کے مددگار ہوتے تھے۔

(۱۴) آریہ درت کے علاوہ دنیا میں جس قدر ملک ہیں وہ سب

دیش اور پٹیچہ دریش کہلاتے ہیں۔

(۱۵) آریوں کے علاوہ دنیا کی جب قدر قومیں ہیں اُن کا نام۔

دیشو۔ پٹیچہ۔ امس۔ اور راس۔ کھشش۔ وغیرہ ہے یعنی ڈاکو۔

بدکردار۔ جاہل۔ شریر وغیرہ۔

واقعات مذکورہ بالا کے بیان میں سوامی جی نے یا تو وید کا حوالہ دیا ہے

اور یا منوسمرتی کا دید کے مستند ہونے میں آریوں کو کلام نہیں منوسمرتی

بھی وید سے کچھ مستند نہیں کیونکہ بقول سوامی جی "ایک منو سمرتی ہی کا
 وید میں پرمان ملتا ہے اور کسی سمرتی کا نہیں" (دیکھو دفعہ ۱۶)
 بہر حال یہ تمام بیانات ویدوں کے اتھاس نہیں تو اور کیا ہیں؟ اور
 دیوانسنگرام کے قصوں کے اشارات ویدوں میں بکثرت موجود ہیں
 اور براہمن گرنتھوں میں ان کی شرح کی گئی ہے۔ مثلاً "اندر نے وتر کو مارا
 اور اس کی آنکھ کی تیلی گر کر سرسہ بن گئی" یا "اندر نے بجی کا سر کاٹ لیا"
 وغیرہ (دیکھو دفعہ ۱۳۲)

دوسرا ثبوت

۴۴۔ سوامی جی نے اپنی کتاب رگوید آدمی بھاشیہ بھومنگامیں جہاں
 بڑے زور سے یہ دعوے کیا ہے کہ وید منتروں میں "اتھاس (تواریخی
 سوانح) کا نام و نشان بھی نہیں ہے" اور یہ لکھا ہے کہ "سائنا چاریہ
 وغیرہ مفسرین وید نے جو اپنی اپنی تفسیروں میں جہاں تہاں
 اتھاس بیان کئے ہیں وہ محض غلطی پر مبنی ہیں" (دیکھو دفعہ ۲۶)
 اس کے آگے ہی بغیر کسی فاصلہ کے یہ عبارت بھی درج کی ہے:-

"یہ بھی یقین رکھنا چاہیے کہ پران اور اتھاس وغیرہ نام براہمنوں

کے ہیں نہ کہ برہم دیوتوں اور شرمید بھاگوت وغیرہ کے۔"

سوال۔ برہم کیہ درہاں کے سلسلہ میں کہیں کہیں براہمنوں

ویدوں میں پران
 اور اتھاس وغیرہ کا
 وجود

اور مسخرہوں کے اندر ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں:-

”یَذْبُرُ اِهْمَنَانِیْ اِتْهَاسَانِ پُرْ اِنَانِیْ کَلْبَانِ
گاتھا۔ ناراشنسی“

اور ان کی بنیاد اتھر و دید میں بھی پائی جاتی ہے (دیکھو اتھر و دید کا نڈ

۱۵۔ پر پاٹھک ۳۰۔ انوداک ۱۔ منتر ۴۲) اس لئے براہمنوں سے علاوہ

بھاگوت وغیرہ کتابوں کی اتھاس وغیرہ مصطلح کیوں نہیں ملتے؟

جواب ایسا مت کہئے۔ کیونکہ ان حوالوں سے براہمنوں ہی کا نام

اتھاس وغیرہ پایا جاتا ہے نہ کہ شرمید بھاگوت وغیرہ کا۔ وجہ یہ ہے کہ

براہمنوں میں اتھاس موجود ہیں۔ مثلاً ایسا لکھا ہے کہ ”ایک بار

دیو (عالموں) اور اُسٹر (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی“ اور مندرجہ ذیل

مقامات پر دنیا کی ابتدا کا ذکر پایا جاتا ہے x x x اس قسم کا جسد

مضمون براہمنوں کے اندر پایا جاتا ہے اُس کو چُرّان سمجھنا چاہیے

منتر کے معنی اور نفسِ مضمون (سامر تھ) کو بیان کرنے کا نام کَلْب

ہے x x x گاتھا اُسے کہتے ہیں کہ جو سوال و جواب کی صورت

میں گفتگو ہو۔ مثلاً شت پتھر براہمن میں یاگیہ و کگیہ اور جنک کی

بہمی گفتگو اور گارگی۔ مَیتر سنی وغیرہ کے سوا جواب پائے جاتے

ہیں x x x اس لئے براہمن اور رکت وغیرہ کتابوں میں

جو کہتائیں رکھانیاں) آتی ہیں اُن کو ناراشنسی سمجھنا چاہئے۔
 نہ کہ اُن کے علامہ کسی اور چیز کو x x x یعنی براہمنوں کو اتھاس
 پُران۔ کلپ۔ گاتھا۔ اور ناراشنسی سمجھنا چاہئے؟

[تمہید تفسیر وید (اُردو ترجمہ بھومکا) (مطالعہ)
 [وید پرچٹ ص ۵۲-۵۸ مطبوعہ میٹر ٹھ ۱۸۹۸ء]

۴۱۔ سوامی جی کی اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

بیان مذکور کا خلاصہ
 اور نتیجہ

(۱) آریوں کی مستند کتابوں (براہمنوں اور سوتروں) نے اِن
 چھ چیزوں کو مستند مانا ہے یعنی براہمن۔ اتھاس۔ پُران۔ کلپ۔
 گاتھا۔ ناراشنسی۔

(۲) انھروید میں بھی الفاظ۔ اتھاس۔ پُران۔ گاتھا۔ ناراشنسی
 آئے ہیں۔ اور اِس وید نے اِن چاروں چیزوں کو مستند مانا ہے۔
 (۳) اتھاس وہ کہانیاں ہیں جو براہمن گرنتمل (ویدوں کی
 تفسیریں) میں درج ہیں جیسے دیوتائوں اور اسُروں کی رٹا کی داستان
 (۴) پُران سے مراد (بقول سوامی جی) وہی افسانے ہیں جو براہمنوں
 میں لکھے ہوئے ہیں۔ نہ کہ شرمید بھاگوت وغیرہ کی کہتائیں جن کو
 ہندو لوگ پُران کہتے ہیں۔

(۵) کلپ وید منتروں کی وہ شرح ہے جو براہمنوں میں درج ہے۔

(۶) گاتھا مختلف اشخاص کے باہمی مکالمات ہیں جو سوال جواب کی صورت میں رشتہ چچہ وغیرہ میں نقل کئے جاتے ہیں۔

(۷) ناراشتھسی وہ کہانیاں ہیں جو براہمن اور زرتشت وغیرہ کتابوں میں درج ہیں۔

اس بیان کا نتیجہ یہ ہے کہ ویدوں کی سب سے قدیم اور معتبر تفسیریں ہیں جن کو براہمن کہتے ہیں (قصے کہانیاں۔ افسانے۔ داستانیں۔ مکالمات و مخاطبات وغیرہ جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ سب ویدوں کے برابر مستند ہے۔ کیونکہ اتھرو وید نے براہمن گرنٹھوں کے تمام قصے کہانیوں پر مہر تصدیق ثبت کر کے ان کو ویدوں کے برابر مستند قرار دیا ہے۔ المختصر جبکہ اتھرو وید نے اس اتھاس کو جو دوسرے ویدوں کی تفسیروں (یعنی براہمنوں) میں درج ہے صحیح اور مستند مان لیا ہے تو اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں:-

اولاً ویدوں میں اور بالخصوص اتھرو وید میں اتھاس موجود ہے
ثانیاً۔ اتھرو وید۔ ہاتھی میں ویدوں (رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید) کے زمانہ سے بہت عرصہ کے بعد بنایا گیا ہے بلکہ ان کی تفسیروں (رستمیر۔ رشتہ چچہ وغیرہ) کھرتب ہونے سے بھی ایک مدت دراز کے بعد لکھا گیا ہے۔

تنبیه بر ابله

۴۴۔ یکبر وید۔ اوحیائے ۱۲۔ منتر ۴۴ کی تفسیر کرتے ہوئے
اسکے لفظی ترجمہ میں سوامی جی یوں لکھتے ہیں:-

xxx (ستونمہ) مستی کے یوگیہ ریوید (آئنا)

اپنا سو روپ $\times \times \times$ (بچو مٹھی) بچروید کے منتر (نام)

نام x x x (وَاُمِّدِیُوکُم) و امیدورشی نے جانے واسطے

(ساعلم) تیرے سام وید (اے) آپ کا (تنوہ)

شریہ ۴۴۴۴

مجموعه دیک فتر الہ اجمیر بمبئی ۱۹ بجی
بجروید۔ بھا شا بھا شیبہ۔ بیلا بھاگ ۳۴۵۔ ۳۴۶

اس منتر میں وامدیو ششی کا نام صاف لکھا ہوا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس
نے تین رید یعنی رگوید۔ یکروید۔ سام وید۔ خود پڑھ کر دوسرے شیوں
کو پڑھائے تھے (یہاں اتھرو وید کا نام نہیں ہے کیونکہ وہ اس وقت تک
نہیں بنا تھا) وامدیو کے پڑھنے پڑھانے کے قصہ سے اُس کے
استادوں کا پتہ ملتا ہے جن سے اُس نے تینوں ویدوں کو
پڑھا تھا۔ اور اُس کے شاگردوں کا پتہ بھی چلتا ہے جن کو اُس نے
تینوں وید پڑھائے تھے یہاں وامدیو کا ذکر صراحتہً اور اُس کے

استادوں اور شاگردوں کا ذکر کنائیہ پایا جاتا ہے! المختصر خود سوامی
جی کی تفسیر کے موافق دیدنستروں میں رشیوں کے نام اور ان کے
اتہاس کا وجود ثابت ہو گیا۔

چوتھا ثبوت

۴۳۔ یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۳۷ کا لفظی ترجمہ اپنی
تفسیر میں سوامی جی نے اس طرح لکھا ہے :-

” جو (انگرسہ) انگرادوان سے کیا ہوا دوان (دھیایا)
کرم کے ساتھ (اوبھیتم) جلوں سے (کھشیرم) دودھ کو
(کرڈم) کر بچا پکشی کے سان تھوڑا تھوڑا کر کے (وے پوت)
ہوے XXX “

[ایضاً ص ۱۹]

اس منتر میں لفظ (انگرسہ) سے ایک خاص رشی کا پتہ چلتا ہے
جس کو انگرا رشی نے تعلیم دے کر عالم بنایا تھا۔ گویا دو آدمیوں کا
ذکر ہے۔ ایک انگرا رشی اور دوسرا اس کا شاگرد لہذا سوامی
جی کی تحریر کے موافق اس منتر میں دو شخصوں کا اتہاس موجود
ہے +

انگرا رشی اور ان کے
شاگرد کا نقشہ

پانچواں ثبوت

۴۴۔ یکبروید۔ اوصیائے ۲۲۔ منتر ۲۰ کا لفظی ترجمہ سوامی جی سرسوتی ندی کا نام
نے اپنی تفسیر میں اس طرح تحریر کیا ہے۔

xxx (سرسوتی) ندی کے لئے (سواہا) ستیکریا
(پاؤ کا بنی) پرورد کرنے والی (سرسوتی) ودیا ایکت بانی کے لئے
(سواہا) ستیکریا (پروردنی) بڑی (سرسوتی) پروردانوں
کی بانی کے لئے (سواہا) اتم کریا xxx
[ایضاً۔ دوسرا جگہ ص ۸۲۶]

اس منتر میں لفظ سرسوتی تین جگہ آیا ہے۔ اور سوامی جی نے ہر جگہ پر
جداگانہ ترجمہ لکھا ہے۔ ایک جگہ سرسوتی کو ندی لکھا ہے۔ دوسری جگہ
”ودیا ایکت بانی“ (یعنی علم سے مالا مال کلام۔ عالمانہ کلام) اور تیسری
جگہ پروردانوں کی بانی“ (عالموں کا کلام) ترجمہ کیا ہے۔ دوسرے اور
تیسرے ترجمہ میں صرف نفلوں کا فرق ہے۔ مطلب ایک ہی ہے۔ ہر حال
سرسوتی ندی کا نام ویدوں میں لکھا ہوا ہے۔ اور یہ بھی ویدک اتہاس
کا ایک ثبوت ہے۔

۴۵۔ یہ بات تالیخ سے ثابت ہو کہ آریہ ہندوؤں کا اصلی وطن ملک سندھ سرسوتی ندی کا
نہیں ہے اور بقول سوامی جی وہ لوگ تربت سے اس ملک میں آکر آباد ہوئے
ہے

روکیو دفعہ ۳۸-۳۹) مورخین نے لکھا ہے کہ وہ شمال کی طرف سے
گوہ ہندو کش کو عبور کر کے ملک ہند میں داخل ہوئے تھے۔ سب سے پہلے
پنجاب میں آکر رہے اور صدیوں تک پنجاب کے دریاؤں کے کنارے پڑے رہے
جوں جوں ملک فتح ہوتا گیا آگے بڑھتے چلے گئے۔ چنانچہ آریہ اور دینیوں کے
باہمی جنگ و جدل کے واقعات ویدوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

قدیم زمانہ میں سرسوتی ایک چھاڑ اور یا تھا۔ اور پنجاب کے پانچوں دریاؤں
(ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب۔ جہلم) کے ساتھ دریائے سندھ میں ملتا
تھا۔ مگر آج کل وہاں تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ ریت میں جذب ہو جاتا ہے۔ صوبہ
پنجاب کے صنلے کر نال میں یہ دریا واقع ہے اور گنگا جمنہ کی طرح ایک
مقدس تھمیر تھما جاتا ہے جس میں اشنان کرنے کے لئے لاکھوں ہندو
ہر سال آتے ہیں۔

۴۶۔ پنڈت دامن شورا امراپٹے۔ ایم اے نے لفظ سرسوتی
کی بابت جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

”لفظ ”سرس” کے معنی ہیں ”ریلا“۔ ”سریار“۔ ”گیلا“۔ ”عرق آلودہ“
وغیرہ۔ ”سرسوت“ کے معنی ہیں ”پانی سے بھرا ہوا“ جس کے اندر

لفظ سرسوتی کی
تفسیری تحقیق۔

۱۔ دیکھو ڈاکٹر ویش چندر دت کی انگریزی تاسخ ہند ”اینشڈنڈ انڈیا (ہندوستان قدیم)
تھورنٹل۔ ویدوں کا زمانہ۔ باب دوم۔ ص ۱۲-۱۹ مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء۔

پانی ہو۔ یعنی سمندر۔ دریا۔ جھیل وغیرہ یہ لفظ مذکر ہے۔ اس کا صیغہ
 مونث سرسوتی ہے جس کے معنی ہوئے "پانی سے بھری ہوئی ندی"
 یا "چھوٹا دریا"۔ یہ پنجاب کے ایک دریا کا نام ہے۔ جو صحرائے اعظم کی ریت
 میں جذب ہو جاتا ہے۔ اس کے معنی "کلام" اور "گفتگو" وغیرہ کے بھی ہیں
 اور "علم اور کلام کی دیوی" کو بھی سرسوتی کہتے ہیں۔

{ پریٹیکل سنسکرت انکلس ڈکشنری حصہ ۱۱۰۸ }
 { کالم ۱۔ مطبوعہ پونا ۱۸۹۰ء۔ }

اس تحقیقات سے واضح ہو گیا کہ سرسوتی اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے پنجاب
 کے ایک دریا کا نام ہی جس کو بعد میں "علم کی دیوی" سمجھ کر پوجنے لگے تو
 ۴۷۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدیم زمانہ میں (جسکو دیدوں کا زمانہ کہتے ہیں)
 آریہ ہندوؤں نے دریائے سرسوتی کو "دیوی" مان لیا تھا۔ کیونکہ اس کی
 کرامات کا ایک عجیب و غریب قصہ رگ وید کی سب سے پرانی اور مستند تفسیر
 میں لکھا ہوا ہے۔ وہ قصہ اس طرح ہے:-

"ایک دفعہ جبکہ رشی دریائے سرسوتی کے کنارے بیٹھ کر رہے تھے۔ انھوں نے
 "گوشت" رشی کو نکال دیا اور یہ کرما کر داسی کا پشتر (کنیز زادہ) قمار باز
 جو بہیم نہیں ہے۔ ہمارے درمیان کیونکر رہ سکتا ہے؟ اور کس طرح
 بیگیہ کی رسمیں ادا کر سکتا ہے؟ انھوں نے اسکو جنگل میں نکال دیا اور

سرسوتی دیوی کی
 کرامات

یہ کہا کہ تو بیا سارے گا اور سرسوتی کا پانی نہیں پئے پائے گا۔ جب وہ
 پاس سے تائب ہوا تو اس نے رگوید کا ایک منتر دیکھا اور اس کو
 پڑھ کر اپنے لئے دعا مانگی) جس کا مطلب یہ ہے کہ ”ایسا ہو کہ برہمن کیلئے
 دیوتاؤں کے پاس پہنچنے کی کوئی صورت نکل آئے“ اور یعنی میں کسی طرح
 دیوتاؤں میں شامل ہو جاؤں) اس دعا سے اس نے جملہ دیوتاؤں کی مہربانی
 حاصل کی سرسوتی نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا یہ دیکھ کر رشیوں نے
 کہا ”اے تو دیوتا بھی جانتے ہیں اے اُسکو واپس بلا لیں“ سب نے متفق ہو کر
 اُسکو واپس بلا لیا۔ اُسکے بعد رگوید منڈل ۱۰۔ سکت ۳۰ کے منتر
 سے رگیہ کو پورا کیا اس طرح اس نے جملہ اور دیگر دیوتاؤں کی
 مہربانی حاصل کی۔ جو شخص اس بات کو جان کر جملہ اور دیگر دیوتاؤں
 کی مہربانی حاصل کرتا ہے وہ سب کو اپنی رنیا (سورگ لوک) کو جیت لیتا

“X X X”

{ ائیترا برہمن پنجک ۲۔ کندھا ۱۹۔ مترجمہ ڈاکٹر باگ }
 { جلد دوم صفحہ ۱۱۲ - ۱۱۳ مطبوعہ ممبئی ۱۹۶۳ء }

۱۔ مطلب یہ کہ رشیوں نے گوش کو کم ذات سمجھ کر گریہ خارج کر کے جنگل میں نکال دیا تھا اور ان کو پاس
 سے چاہے جو سرسوتی نہی نہ ان کے منہ پر پانی پھر دیا اور اس کو پانی پانے کیلئے خود اس کے
 پاس پہنچی آئی جب یہی کرات دکھائی تو سب کے سب شرم کے پانی پانی ہو گئے۔ اور گوش سے تعافی

۲۔ ایک رگوید
 (منہ)

یہ سرسوتی کی کرامات کی ایک کہانی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ سرسوتی
 وغیرہ دریا خالی دریا ہی نہیں بلکہ دیوتا بھی ہیں اور ان میں وہی طاقت
 مانی جاتی ہے۔ جو دوسرے دیوتاؤں میں تسلیم کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے دیک
 رشیوں نے ان کے گن گائے اور ان کی تعریف میں منتر بنائے اور
 اگر ڈر ہندوؤں نے ان دریاؤں کو مقدس تیرتھ مان لیا جن میں اشنا کرنا
 ملتی کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ کہ یہ کہانی براہمن گرنیہ میں درج ہے۔
 جبکہ اٹھرو وید نے معتبر مانتا ہے اور سوامی جی نے بھی مستند جانا ہے۔
 لہذا دیانندی آریوں کو انکار کا حق نہیں ہے اور یہ بھی دیک اٹھارہ کا ایک
 عمدہ ثبوت ہے +

۹ ترجمہ ہذا کی بابت چند ضروری باتیں

۴۸۔ اب میں اپنے ترجمہ کی چند خصوصیتیں بیان کر کے اس مقدمہ کو
 ختم کرتا ہوں۔ یہ ترجمہ ڈاکٹر ہاک کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ اور اس میں
 مفصلہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

اولاً۔ ترجمہ قریب قریب نقلی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی باخوارہ بھی ہے۔

ثانیاً۔ زبان صاف اور سلیس ہے۔ خواہ مخواہ عربی قافیہ سنسکرت

الفاظ کی بھرمار نہیں کی گئی ہے۔

ثالثاً۔ مطالب کو واضح کرنے کے لئے جو الفاظ بڑھائے گئے ہیں ان کو
عموماً خطوط وحدانی میں لکھ دیا ہے۔

رابعاً۔ جہاں صرف ترجمہ سے مطلب حل نہیں ہوتا تھا وہاں ذیلی
حاشیہ (فٹ نوٹ) دیدیا ہے۔

خامساً۔ ہر کنڈ کا کے شروع میں اس کا خلاصہ مطلب لکھ دیا ہے
سادساً۔ کہانی کے مضمون کو پچاس حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ پر ایک
نمبر لگا دیا ہے اور ہر نمبر کا عنوان حاشیہ پر لکھ دیا ہے تاکہ ناظرین اس مطلب کو
آسانی محفوظ رکھ سکیں اور ہر مطلب کا حوالہ دینے میں بھی سہولت ہو۔
ہذا میں بھی ان سب باتوں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۴۹۔ میں نے حتی الامکان ترجمہ کی صحت کی بابت کئی طرح اطمینان کر لیا
یہ ممکن ہے کہ کسی خاص لفظ یا اصطلاح وغیرہ کے لئے کوئی بہتر لفظ تجویز
کیا جاسکے۔ مگر اس سے نفس ترجمہ پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ تاہم اگر کسی
مقام پر او اسے مطلب یا استدلال میں مجھ سے کوئی اغزش ہوگئی ہو
تو ناظرین کرام اطلاع دیں تاکہ میں اس کی اصلاح کر سکوں۔ کیونکہ میرا مقصد
تحقیق حق ہے نہ کہ اپنی بات کی توجیح۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے
کہ مقالہ ہذا کا مطالعہ مذہبی تحقیق و تنقید کا ایک نیا باب کھول دے گا۔
اور اس کا مطالعہ مسلم و غیر مسلم کے لئے موجب بصیرت اور باعث

ناظرین مولفہ کی
التجا۔

ہدایت ثابت ہوگا۔

وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى

خادم سلم دین

لکھنؤ
۳۰ اکتوبر ۱۹۲۳ء
خاکسار غلام حسین بانی پتی نجفی

(روز سہ شنبہ) (مترجم فلسفہ تعلیم ہر برٹ سپر)

طلوع ضروری

دارالتصانیف نجف ابن مؤید العلوم مدرستہ الوداعین لکھنؤ کے نادر الوجود علمی اہر سر

۴۔ دی پرافٹ شپ اینڈ وی کیلیفیت

النبوة والخلافة کا انگریزی ترجمہ مترجمہ محمد

تقا علی حیدری بدایونی ۱۲

دو میت اور قربانی - رتو آریہ من جناب

خواجہ صاحب مظاہ کی لاجوا تصنیف

خطاب فاضل ترجمہ منیر ان عادل مترجمہ

حضرت سلطان الوداعین مظاہ نصاریٰ بن منتظیر

رسالہ ہند ۴

۱۔ الموحید مسالہ توحید پر سرانجام لکھنؤ

کی زبردست اور جامع تقریر - ۴

۲۔ النبوة والخلافة مسالہ نبوة و خلافت پر سر

نجم العلماء مظاہ کی وہ حرکت الہامی تقریر پر جسکو دیکھ کر

ہر صاحب انصاف بغیر واروئے نہیں رہ سکتا - ۴

۳۔ اسلام ان دی لائٹ آن شیعیزم مترجمہ

حاصل انگریزی ترجمہ مترجمہ جناب لانا شیخ بار شاہ

بنی - ۴

دارالتصانیف نجف ابن مؤید العلوم مدرستہ الوداعین لکھنؤ کے نادر الوجود علمی اہر سر

ایک شلوک پڑھا (جس کا ترجمہ یہ ہے) ۱۔

”چونکہ تمام جاندار جو صاحب عقل ہیں (یعنی انسان) اور جو بے عقل ہیں

(یعنی حیوان) بیٹے (کے پیدا ہونے) کی خواہش کرتے ہیں (اس لئے)

لئے ناز دیکھتے ہیں آپ بٹے کے ہونے سے کیا پہل لیتا ہے؟“

۲۔ راجہ نے ایک شلوک میں ناز دے سے یہ سوال کیا تھا۔ اُس نے دس

شلوکوں میں اُس کا جواب دیا جن کا ترجمہ یہ ہے ۱۔

(۱) باپ بیٹے (کے وجود) سے (گواہ) ایک قرضہ ادا کرتا ہے۔ اور زندہ

بیٹے کی صورت دیکھ کر جو اُس کے ہاں پیدا ہوا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی

حاصل کرتا ہے۔

(۲) باپ کو اپنے بیٹے کی وجہ سے جو خوشی ہوتی ہے وہ سب چیزوں کے

لطف سے بڑھ کر ہے۔ خواہ وہ (چیزیں) زمین پر ہوں۔ یا آگ میں ہوں

یا پانی میں۔

(۳) بیٹے کی بدولت اُس کے باپ دادا ہمیشہ بڑی بڑی مشکلوں پر غالب

آتے ہیں۔ باپ خود ہی (بیٹے کی صورت میں) پیدا ہوتا ہے۔ بیٹے کی مثال

ایک کشتی کی ہے۔ جو تمام ساز و سامان (آمد کیل کاسٹ) سے درست ہو

اور باپ کو پاتا رہے۔

—————

نازدیکی کا جواب

(۱) باپ کو بیٹے کی بدولت کتنی ملتی ہے

(۲) پسری لولاد کا لطف تمام دنیا کی چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

(۳) باپ بیٹے کی صورت میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ باپ کو پاتا رہے

بیٹے کا وجود ہے
زیادہ ضروری ہے

(۴) بغیر نشان کے (یعنی بے نہائے ہوئے) رہنے سے بکری کی کھال ہٹنے
سے اور ڈاڑھی (موجھ) رکھنے سے کیا فائدہ ہے؟ تپ (یعنی سخت
ریاضتیں) کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ ہلے برہمنو! تم کو بیٹے کی خواہش کرتی
چاہیے۔ یہ باتیں ان (لوگوں) کی بابت کہی جاتی ہیں (جو عبارت کے خیال
سے بیوی بچوں کو چھوڑ کر گھر سے نکل جاتے ہیں)۔

(۵) خوراک زندگی کو قائم رکھتی ہے۔ لباس سردی سے بچاتا ہے۔ سونا

بیٹا بچے نام کو
روشن کرتا ہے۔

(زیور) خوبصورتی دیتا ہے شادیوں میں مویشی کا دان ملتا ہے۔ بیوی

دوست (مونس و ہدم) ہے بیٹی قابلِ رحم ہے۔ مگر بیٹا سب سے اونچے

آسمان میں باپ کا نور بن کر چلتا ہے (اُس کا نام روشن کرتا ہے)

(۶) خاندن (تخم کی صورت میں) زوجہ کے اندر داخل ہوتا ہے اور جب تخم

خاندن بیٹا بن کر بیوی کے
پیٹ سے پیدا ہوتا ہے

۱۱ یہاں اگر مسرت آخرم (خاندن داری کی زندگی) مراد ہے ۱۲

۱۱ یہ برہم چاری (طالب علم) کی طرف اشارہ ہے ۱۲

۱۱ اس سے ابن پرستہ (راہب) کی زندگی سمجھنی چاہیے ۱۲

۱۱ سنیاسی کی زندگی کی طرف اشارہ ہے جس کا فرض ہے ادھر ادھر گھومنا

سخت ریاضتیں کرنا اور بھیک مانگ کر کھانا ۱۲

۱۱ بعض شادیوں میں جن کو آرش بواہ (رضی کی شادی) کہتے ہیں۔ دو گائیں بطور

جہیز ملا کرتی تھیں (دیکھو اشولائن گرہیم سوترا - ۶) ۱۲

جنین کی صورت میں بدل جاتا ہے تو بیوی کو ماں بنا دیتا ہے۔ اور خاوند۔

دوسری زندگی پا کر دسویں مہینے اُس (کے بطن) سے پیدا ہوتا ہے۔

(۷) بیوی تو اسی وقت اصلی بیوی ہوتی ہے۔ جبکہ خاوند دوبارہ اُس سے

پیدا ہوتا ہے۔ جو تخم اُس کے اندر رکھا جاتا ہے۔ وہ اُس کو پرورش کر کے

ایک جاندار ہستی بنا کر باہر نکالتی ہے (لفظ "جایا" کے معنی ہیں جنا ہوا

پیدا کیا ہوا۔ یعنی بیٹا۔ اس کا مصدر "جَنَی" ہے۔ جس کے معنی ہیں جننا۔

پیدا کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی کا جایا یعنی اُسکا بیٹا ہوتا ہے)

(۸) دیوتاؤں اور رشیوں نے عورت کو بڑا احسن عطا کیا ہے (نہایت

خوبصورت بنایا ہے) پھر دیوتاؤں نے انسانوں سے کہا کہ "یہی عورت

اسی لئے بنائی گئی ہے کہ تم کو دوبارہ پیدا کرے۔

(۹) جس کے ہاں بچہ نہیں اُس کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ حیوان بھی اس بات کو

جانتے ہیں۔ اسی وجہ سے مینا (حیوانات میں) اپنی ماں۔ بہن سے (بھی)

جفت ہوتا ہے۔

(۱۰) یہ وہی چوڑا کھلا ہوا عام رستہ ہے جس پر پسری اور لاد لائے

بے غم (اور بے کشتکے) چلتے ہیں۔ چوپائے اور پرندے (بھی) اس بات

کو جانتے ہیں۔ اسی لئے وہ اپنی ہی ماؤں سے (بھی) جفت ہوتے ہیں۔

یہ ناردرشی کا قول تھا۔

(۷) بیوی اصلی بیوی

کب ہوتی ہے؟

(۸) عورت کس نے

بنائی گئی ہے؟

(۹) بے پسری بے وقت

ہے حیوانات بھی بیٹے

کی قدر جانتے ہیں۔

(۱۰) چوپائے اور

پرندے بھی اُس کی قدر

جانتے ہیں۔

[کنڈ کا ۱۴]

[ہر شیخند کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ ورن دیوتا بار بار راجہ پر تقاضا کرتا

ہے کہ اس بیٹے کو میری بھینٹ چڑھا کر اپنی منت پوری کرو۔ مگر راجہ طح
طح کے چلے بہانے کر کے ہمیشہ ٹالتا رہتا ہے]

۱۴۔ پھر ناز ورن نے اُس سے کہا جاؤ ورن راجہ سے عرض کر دو تاکہ
وہ تم کو ایک بیٹا عنایت کرے۔ اس درخواست کے ساتھ ہی اُس سے
یہ بھی وعدہ کرو کہ جب یہ بیٹا پیدا ہو تو اُس کو ورن کی بھینٹ چڑھایا
جائے گا۔ (یعنی ورن دیوتا کے نام پر اُس کی قربانی کی جائے گی) اُس
نے ورن راجہ کے پاس جا کر دعا مانگی۔ "میرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہو
میں اُس کو تیری بھینٹ چڑھاؤں گا"

۱۵۔ پھر اُس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام روہت رکھا گیا
ورن نے اُس سے کہا "تیرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اُس کو
میری بھینٹ چڑھاؤ" ہر شیخند نے کہا۔ "جوان اُس وقت
قربانی کے لائق ہوتا ہے۔ جبکہ اُس کی عمر دس دن سے زیادہ ہو جائے
وہ اس عمر تک پہنچ جائے۔ پھر میں اُس کو تیری بھینٹ چڑھاؤں گا"

۱۶۔ جب روہت کی عمر دس دن سے زیادہ ہو گئی تو ورن نے
راجہ سے کہا۔ "اب وہ دس دن سے زیادہ کا ہو گیا ہے اُس کو میری

ہر شیخند ورن
دیوتا سے بیٹے کی دعا
مانگتا اور اُس کو
بھینٹ چڑھانے کا
وعدہ کرتا ہے۔

راجہ کے ہاں روہت
نامی بیٹا پیدا ہوتا ہے
ورن کا تقاضا اور
راجہ کے عنادات
سبباً عذر

موسر اعزہ

بھینٹ چڑھاؤ۔ ہر شیچندر نے کہا۔ "جوان اُس وقت بھینٹ
چڑھانے کے لائق ہوتا ہی۔ جب اُس کے دانت نکل آتے ہیں اُس کے
دانت نکل آئیں تو پھر میں اُس کو تیری بھینٹ چڑھاؤں گا۔"

تیسرا عذر

۶۔ جب اُس کے دانت نکل آئے تو ورن نے ہر شیچندر سے کہا
"اب اُس کے دانت نکل آئے ہیں۔ اُس کو میری بھینٹ چڑھاؤ۔" اُس نے
جواب دیا کہ "جوان اُس وقت بھینٹ چڑھانے کے لائق ہوتا ہی جب اُس کے
(دودھ کے) دانت ٹوٹ جائیں۔ اُس کے (دودھ کے) دانت ٹوٹ جائیں
تو پھر میں اُس کو تیری بھینٹ چڑھاؤں گا۔"

چوتھا عذر

۷۔ اُس کے (دودھ کے) دانت ٹوٹ گئے۔ پھر پوتا نے کہا اُس کے (دودھ کے)
دانت ٹوٹ رہے ہیں۔ اُس کو میری بھینٹ چڑھاؤ۔" راجہ نے کہا کہ
"جوان اُس وقت بھینٹ چڑھانے کے لائق ہوتا ہے جب اُس کے دانت
دوبارہ نکل آئیں۔ اُس کے دانت دوبارہ نکل آئیں تو پھر میں اُس کو
تیری بھینٹ چڑھاؤں گا۔"

پانچواں عذر

۸۔ اُس کے دانت دوبارہ نکل آئے۔ ورن نے کہا اب اُس کے
دانت دوبارہ نکل آئے ہیں۔ اُس کو میری بھینٹ چڑھاؤ۔" راجہ نے
جواب دیا "چھتری ذات کا آدمی اُس وقت بھینٹ چڑھانے کے لائق
ہوتا ہی۔ جب وہ (جوان ہو کر) پورے ہتھیار لگانے کے لائق ہو جائے

وہ پورے ہتھیار لگانے کے لائق ہو جائے تو پھر میں اُسکو تیری بھینٹ
چڑھاؤں گا۔

۹۔ پھر اُس نے پورے ہتھیار بھی لگائے اُس وقت ورن نے
کہا "اب تو اُس نے ہتھیار بھی لگائے۔ اُس کو میری بھینٹ چڑھاؤ"
اس گفتگو کے بعد اُس نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا "اچھا پیارے بیٹے! اب میں
تجھے اُس دیوتا کی بھینٹ چڑھاؤں گا جس نے تجھ کو مجھے دیا ہے۔ مگر
بیٹے نے کہا "نہیں نہیں" اور اپنی (تیر) کمان لیکر جنگل کو بھاگ گیا
جہاں ایک سال تک گھومتا رہا۔

روہت کا گھر سے
نکل جاتا اور ایک
سال تک جنگل میں
گھومتا

[کنڈ کا ۱۵]

کرمانی کا سلسلہ۔ روہت پھر سال تک جنگلوں میں بیٹاؤں گھومتا ہے
پھر ایک برہمن کے رٹ کے شہن شیب کو اُس کے ماں باپ سے سوگایوں کے
بے میں خریدتا ہے۔ اور پھر اُس کو اپنے باپ کے پاس لاکر کہتا ہے کہ اس کو
میرے بے بھینٹ چڑھا دو۔

۱۰۔ اب ورن نے ہر شیچن رک کو پکڑا۔ اور اُس کا پیٹ پھول گیا
یعنی جاندر کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جب روہت نے یہ خبر سنی
تو جنگل کو چھوڑ کر ایک گاؤں میں گیا۔ جہاں اندر نے انسان کے بھیس
میں اُس سے مل کر کہا "اے روہت ہم نے ایسا سنا ہے کہ جو شخص

ورن دیوتا کا
غضب وراغدا کا
روہت کو گالوتیہ
بانے سے روکنا

سفر نہیں کرتا۔ اُس کے لئے کوئی خوشی نہیں ہے۔ لوگوں کی سنگت میں رہ کر اچھے سے اچھا انسان بھی پانی ہو جاتا ہے (جس سے بچنے کے لئے انسانی آبادی سے دُور دُور جنگل میں گھومنا چاہئے) کیونکہ اندر یقیناً سفر کرنے والے کا دوست ہے اس لئے تو سفر کر۔

۱۱۔ روہت اس خیال سے کہ ایک برہمن نے مجھ سے سفر کرنے کیلئے کہا ہے دوسرے سال (بھی) جنگل میں گھومتا رہا جب وہ جنگل کو چھو کر ایک گاؤں میں داخل ہونے والا تھا۔ اندر نے انسان کے بھیس میں اُس سے مل کر کہا: "مسافر کے پاؤں پھول کے مانند ہیں۔ اُس کی تسوج ترقی کرتی اور پھل (ثواب) حاصل کرتی ہے اور سفر کی تکان (اور تکلیف) سے اُس کے سب باپ نشٹ (یعنی معدوم) ہو جاتے ہیں اِس لئے تو سفر کر۔"

۱۲۔ روہت اس خیال سے کہ ایک برہمن نے مجھ سے سفر کے لئے کہا ہے۔ پھر تیسری سال (بھی) جنگل میں گھومتا رہا جب وہ جنگل کو چھو کر ایک گاؤں میں داخل ہونے والا تھا اندر نے انسان کے بھیس میں اُس سے مل کر کہا: "جو شخص بیٹھتا ہے اُس کی قسمت بیٹھ جاتی ہے جب وہ اٹھتا ہے تو اُس کی قسمت اٹھتی ہے۔ جب وہ سوتا ہے تو قسمت بھی سوتی ہے۔ جب وہ چلتا ہے تو قسمت بھی چلتی ہے۔"

روہت کا دوسرا سال جنگل میں گھومنا

روہت کا تیسرا سال بھی جنگل میں گھومنا

اس لئے تو سفر کرے۔

۱۲۲۔ رو بہت اس خیال سے کہ ایک برہمن نے مجھ سے سفر کے لئے

کہا ہے۔ پھر چوتھے سال بھی جنگل میں پھرتا رہا جب وہ جنگل کو چھوڑ کر

گائوں میں داخل ہونے والا تھا تو اندر نے اس سے کہا۔ کلی

زمین پر پڑا ہے دوا پر وہاں منڈلا رہا ہے۔ تریٹا اٹھ رہا ہے۔ مگر

کرت (ادھر ادھر) جل پھر رہا ہے۔ اس لئے تو سفر کر۔ سفر کر۔

۱۲۳۔ رو بہت اس خیال سے کہ ایک برہمن نے مجھ سے سفر کے لئے

کہا ہے۔ پانچویں سال (بھی) جنگل میں گھومتا رہا۔ جب وہ جنگل کو چھوڑ کر

ایک گاؤں میں داخل ہونے والا تھا تو اندر نے اس سے کہا۔ "سفر

کرنے والے کو شہد اور میٹھا اؤ میسر پھل ملتا ہے۔ سورج کی خوبصورتی

کو دیکھو جو اپنے سفر کے چکر دلوں سے نہیں ٹھکتا اس لئے تو سفر کر سفر کر۔"

۵۶۔ یہاں پہلے چل چاروں جگہوں کے نام آئے ہیں۔ ساؤن اچاچ نے تو اس صرصری اور شرح

خدا بے تمام کی کوئی شرح نہیں کی۔ مگر دوسرے قدیموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ان چاروں لفظوں سے

چار جگہ سرو نہیں ہیں بلکہ کلی۔ دوا پر وغیرہ پانچوں کے نام ہیں جو فارابی میں کلام آتے ہیں اس عبارت کا

مطلب یہ کہ اس وقت ہر طرح کی کامیابی کی امید ہے۔ کیونکہ سب سے منحوس پانچہ یعنی کلی پڑا ہوا ہے

دوا پانے یعنی دوا پر اور تریٹا آہستہ آہستہ حرکت کر رہے ہیں اور گرنے کو ہیں۔ مگر سب سے زیادہ مسود

پانچہ یعنی کرت پوری حرکت میں ہے جب پانچہ اس طریقہ سے واقع ہو جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے۔

رو بہت کا چوتھے سال
بھی جنگل میں گھومتا

رو بہت کا پانچویں
سال بھی جنگل میں
گھومتا

۵۶۔ فارابی کا بیان یہ ہے کہ
اچاچ موقع پر تین لفظوں سے
چار جگہ سرو نہیں ہیں بلکہ کلی
دوا پر وغیرہ پانچوں کے نام ہیں جو
فارابی میں کلام آتے ہیں اس عبارت کا
مطلب یہ کہ اس وقت ہر طرح کی کامیابی کی امید ہے۔ کیونکہ سب سے منحوس پانچہ یعنی کلی پڑا ہوا ہے
دوا پانے یعنی دوا پر اور تریٹا آہستہ آہستہ حرکت کر رہے ہیں اور گرنے کو ہیں۔ مگر سب سے زیادہ مسود
پانچہ یعنی کرت پوری حرکت میں ہے جب پانچہ اس طریقہ سے واقع ہو جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے۔

۱۵۔ پھر روہت چھٹے سال بھی جنگل میں گھومتا رہا (اس موقع پر) سو یہ وس کے بیٹے اچی گرت رشی سے جو ناقہ کشی کر رہا تھا جنگل میں ملاقات ہوئی۔ اس رشی کے تین بیٹے تھے۔ ششہ پچھلے ششہ شیب اور شنو لنگول۔ روہت نے اس سے کہا "رشی میں تجھ کو شوگا میں دیتا ہوں۔ کیونکہ میں ان (تینوں لڑکوں) میں سے ایک کو بدے میں دیکر قتل ہونے سے) اپنے آپ کو بچاؤں گا۔"

۱۶۔ اس وقت اچی گرت نے تو بڑے بیٹے کو یہ کہہ کر "اسے نہ لو" علیحدہ کر لیا۔ اور ماں نے چھوٹے کو یہ کہہ کر "اسے نہ لو" علیحدہ کر لیا۔ اس طرح ماں باپ دونوں منجھے بیٹے ششہ شیب (کو دینے) پر رضی ہو گئے۔

۱۷۔ پھر روہت نے اس لڑکے کے بدے میں شوگا میں دیدیں۔ اور جنگل کو چھڑ کر گانوں میں داخل ہوا۔ اور اس لڑکے کو اپنے باپ کے سامنے پیش کر کے یہ کہا "پیارے (بچا جی)! میں اس لڑکے کو بدے میں دیکر اپنے آپ کو (ورن دیوتا کی بھینٹ چڑھنے سے) بچاؤں گا۔ پھر پھر ورن راجہ کے پاس پہنچا (اور یہ کہا) "میں اس لڑکے کو تیری بھینٹ چڑھاؤں گا۔" ورن نے کہا "اچھا۔ ایسا ہی کیا جائے۔ کیونکہ برہمن چھتری سے زیادہ قدر و منزلت رکھتا ہے۔"

روہت کا چھٹے سال
بھی جنگل میں گھومتا
اور ششہ شیب
کی خریداری کا
سودا کرتا۔

ششہ شیب کے والدین کا
اسکو بچہ دینے پر
منا منہ ہو جاتا۔

قریبانی کی تبدیلی
کے لئے ورن
کی منظوری

۱۸۔ بھورن نے راجہ کو راجسویہ گیمہ کی ترکیب سمجھائی۔ اور اس
 اور انسانی قربانی گیمہ کی رسم ادا کرنے کے لئے جو دن مقرر کیا گیا تھا اُس روز رات قربانی
 کے لئے بچائے حیوان کے) انسان تجویز کیا گیا۔

[کنڈ کا ۱۶]

[انسانی قربانی کی رسم کا وقت آتا ہے۔ چار بزرگ رشی اس رسم کو ادا کرنے
 کے لئے پرتھون کا کام انجام دیتے ہیں۔ ششہ شیب اس خوفناک موت
 سے بچنے کے لئے دیوتاؤں سے دعا مانگتا ہے۔ رگوید کے منتر جو اُس نے
 اس موقع پر مختلف دیوتاؤں کی حمد ستائیں پڑھے تھے اور اُن دیوتاؤں
 کے نام جن سے اُس نے التجا کی تھی]

۱۹۔ اس گیمہ میں وشوامتر اُس کا پوتہ تھا۔ جہد اگنی اُس کا ادھو دیو
 تھا۔ وششٹہ اُس کا برہما تھا۔ اور ایاسیہ اُس کا اوگا تر تھا۔
 ۲۰۔ جب گیمہ کی ابتدائی رہیں پوری ہو چکیں۔ تو اُن دیوتہوں کو
 کوئی ایسا شخص نہ مل سکا جو ششہ شیب کو یوب (یعنی گیمہ کی بلی)
 سے باندھ دینا منظور کرے۔ اُس وقت سسویہ وس کے بیٹے اُجی گرت
 (یعنی ششہ شیب کے باپ) نے کہا مجھے شو (گائیں) اور دو۔ میں اُس کو
 باندھ دوں گا۔ انھوں نے اُس کو شو (گائیں) اور دیں۔ چنانچہ اُس نے

انسانی قربانی کے
 لئے چار رشیوں کا
 نقرہ

اجی گرت رشی کا
 سواکشی اور سیکشی
 بچے کو گیمہ کی بلی سے
 باندھ دینا۔

اُسکو باز نہ دیا +

۲۱۔ جب اُس کو باز نہ چکے اور اپنی منتر پڑھ چکے۔ اور آگ کو اُسکے چاروں طرف بھرا چکے۔ تو کوئی قتل کرنے والا اُن کو نہیں ملا۔ اُس وقت اُجی گرت نے کہا "مجھے ستور گائیں" اور دو۔ میں اُسے قتل کروں گا۔" انھوں نے اُس کو ستور گائیں اور دیں۔ پھر وہ اپنا چھرا تیز کر کے اپنے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے چلا۔

۲۲۔ ششہ شیب کو اُس وقت معلوم ہوا کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے والے ہیں۔ گویا کہ میں انسان نہیں بلکہ حیوان ہوں اُس نے کہا "اچھا میں دیوتاؤں کی پناہ لوں گا۔"

۲۳۔ اُس نے پر جا پتی سے جو سب پہلا دیوتا ہے اس منتر (رگ وید ۱۔ ۲۴۔ ۱) کے ذریعہ سے التجا کی۔ پر جا پتی نے اُس کو یہ جواب دیا کہ "اگنی دیوتاؤں میں سب سے زیادہ نزدیک اُس کا پاس جاؤ۔"

۲۴۔ اُجی منتر دیوتاؤں کو بلانے کے منتر ہیں جو حیوانی قربانی کے موقع پر پڑھے جاتے ہیں۔ ان منتروں سے وہ دیوتا جن کو خاص طور پر گئیہ میں کوئی حصہ نہیں ملتا بلکہ جاتے ہیں۔ اور گئیہ سے ان کو سیر کرتے ہیں۔ ان منتروں کی تعداد مختلف موقعوں پر مختلف ہوتی ہے۔ منوئی ششوں میں پانچ منتر پڑھے جاتے ہیں چتر ماشیہ اشٹی میں نو منتر پڑھے ہیں اور ششہ اشٹی (حیوان کی قربانی) میں آٹھ منتر دیوتاؤں کو بھی بار بار تیرہ تیرہ کہتے ہیں۔ (دیکھو "اشولائن" سوتر" اور پریشیہ میکس ملر کی ۱۴

ششہ شیب کا منتر
کا گئیہ کا منتر
پڑھنے کو اُس نے
میلے آواز سے پڑھا۔

ششہ شیب قتل سے
بچنے کے لئے دیوتاؤں
کی پناہ لیتا ہے۔

ششہ شیب کا
پر جا پتی کی حمد کرتا

۱۴۔ ششہ شیب کا منتر (۱۴)

۲۴۔ پھر اُس نے اس منتر (رگ وید ۱۔ ۲۴۔ ۲) کے ذریعہ سے اگنی سے التجا کی۔ اگنی نے اُس کو جواب دیا کہ "سو ترو مخلوقات پر حکومت کرتا ہے۔ اُس کے پاس جاؤ" ۛ

اُس کا اگنی کی حمد کرنا

۲۵۔ پھر اُس نے ان تین منتروں (رگ وید ۱۔ ۲۴۔ ۳ لغایت ۵) کے ذریعہ سے سو ترو سے التجا کی۔ سو ترو نے اُس کو جواب دیا کہ "تم کو ورن راجہ کے لئے باندھا ہے۔ اُس کے پاس جاؤ" ۛ

اُس کا سو ترو کی حمد کرنا

۲۶۔ پھر اُس نے اگلے اکتیس منتروں (رگ وید ۱۔ ۲۴۔ ۶ لغایت ۲۵۔ ۲۱) کے ذریعہ سے ورن سے التجا کی۔ پھر ورن نے اُس کو جواب دیا کہ "اگنی دیوتاؤں کا منہ ہے اور سب دیوتاؤں سے زیادہ رحیم ہے اب اُس کی حمد و ثنا کرو۔ تب ہم تم کو (قتل سے) چھڑائیں گے" ۛ

اُس کا ورن کی حمد کرنا

۲۷۔ پھر اُس نے بائیس منتروں (رگ وید ۱۔ ۲۶۔ ۱ اور ۱۔ ۲۷۔ ۱۲) کے ذریعہ سے اگنی کی حمد و ثنا کی۔ پھر اگنی نے جواب دیا کہ "و شوی دیوتا کی حمد و ثنا کرو۔ تب ہم تم کو چھڑائیں گے" ۛ

اُس کا دوبارہ اگنی کی حمد کرنا۔

۲۸۔ پھر اُس نے اس منتر (رگ وید ۱۔ ۲۷۔ ۱۳) کے ذریعہ سے

اُس کا و شوی دیوتا کی حمد کرنا

۵۵۔ ہوم کی تمام چیزیں گئی۔ روروہ۔ مشک۔ زعفران۔ شکر وغیرہ اگنی یعنی آگ میں جھونکی جاتی

ہیں جن کا دھواں فضا میں پھیل کر دایو۔ اندر۔ سور یہ (یعنی ہوا۔ بجلی۔ سورج) وغیرہ دیوتاؤں کو پہنچتا ہے۔ اس لئے اگنی کو دیوتاؤں کا بھگتہ کہتے ہیں۔ گویا اگنی کے منہ میں آہوتی ڈالنے سے سب دیوتاؤں کے منہ میں پہنچ جاتی ہے اور ہر ایک دیوتا کو اُس کا حصہ مل جاتا ہے ۱۲

وِشوے دیوا کی حمد و ثنا کی۔ وِشوے دیوانے جواب دیا کہ "اندر
سب دیوتاؤں سے زیادہ قوت والا۔ سب سے زیادہ قدرت والا۔ سب سے
زیادہ برداشت کرنے والا۔ سب سے زیادہ سچا ہے۔ جو سب دیوتاؤں
سے بڑھ کر اس بات کو جانتا ہے کہ کسی کام کو کیونکر انجام دینا چاہیے تم
اُس کی حمد و ثنا کرو۔ تب ہم تم کو چھڑائیں گے۔"

۲۹۔ پھر اُس نے اس سُکت (رگ وید ۱۔ ۲۹) کے ذریعہ سے اور اگلے
سُکت کے پندرہ منتروں (رگ وید ۱۔ ۳۰۔ الغایت ۱۵) کے ذریعہ سے
اندر کی حمد و ثنا کی۔ +

۳۰۔ اندر نے جو اپنی حمد و ثنا سے خوش ہو گیا تھا۔ اُس کو ایک سنہری
رکتھ دیا۔ اس رکتھ کو اُس نے اس منتر (رگ وید ۱۔ ۳۰۔ ۱۶) کے ذریعہ سے
قبول کیا۔ +

۳۱۔ پھر اندر نے اُس سے کہا کہ "اشونوں" کی حمد و ثنا کرو۔ تب ہم تم کو
چھڑائیں گے۔ پھر اُس نے ان تین منتروں (رگ وید ۱۔ ۳۰۔ ۱۷۔ الغایت
۱۹) کے ذریعہ سے جو اوپر والے منتروں کے بعد ہیں۔ اشونوں کی
حمد و ثنا کی۔ +

۳۲۔ پھر اشونوں نے جواب دیا کہ "اشا (یعنی شفق) دیوی کی حمد کرو۔"
پھر اُس نے ان تین منتروں سے (رگ وید ۱۔ ۳۰۔ ۲۰۔ الغایت ۲۲)

اشونوں نے اشا
دیوی کی حمد کا حکم دیا۔

جواشونون والے منتر دن کے بعد ہیں۔ اُشا کی حمد و ثنا کی +
 ۳۳۔ جب اُس نے کیے بعد دیگرے ان منتروں کو پڑھا تو بندھن
 (جن سے وہ بندھا ہوا تھا) کھل کھل کر گرنے لگے۔ اور ہر شیچن در
 کا پیٹ جھوٹا ہوتا گیا۔ اور جب وہ سب سے پھیلا منتر پڑھ چکا۔ تو سب
 بندھن کھل گئے اور ہر شیچن در پھر بھلا چنگا ہو گیا +

شُشپ کی اُتی
 اور ہر شیچن در کی
 صحت

[کنڈ کا ۱۷]

[شُشپ قتل ہونے سے بچ جاتا ہے۔ وہ سوم رس کی تیاری کا

ایک خاص طریقہ ایجاد کرتا ہے و شوامتر اُس کو اپنا بیٹا بنا لیتا ہے]

۳۴۔ اب پروہتوں نے شُشپ سے کہا کہ "تو اب ہمارا ہی ہے
 (یعنی مثل ہمارے ایک پروہت ہے) آج کی خاص رسموں کے ادا کرنے
 میں تو ہمارے ساتھ شامل ہو جا" پھر اُس نے سوم کو کچل کر براہ راست
 سوم رس تیار کرنے کا طریقہ دیکھا (یعنی نکالایا ایجاد کیا) اور ان چار
 منتروں (رگ ویدا۔ ۱۔ ۲۸۔ ۵ لغایت ۸) کو پڑھ کر اُس کو پورا کیا۔ پھر
 اس منتر (رگ ویدا۔ ۱۔ ۲۸۔ ۹) کے ذریعہ سے اُس نے سوم رس کو دُورن کٹھا

سوم رس کی تیاری
 کا نیا طریقہ اور
 گیمہ کی تکمیل

۵۹ "دورن کٹھا" اُس بڑے برتن کو کہتے ہیں جس میں سوم کا رس نکال کر رکھ چھوڑتے
 ہیں تاکہ وہ گیمہ کے وقت کام آئے ۱۲

میں ڈالا۔ پھر ہر شیخندر کا ہاتھ لگو کر۔ سکت ۲۸ کے پہلے چار منتروں
 (رگ وید ۱-۲۸- الغایت ۴) کو پڑھ کر سوم کو گیمہ پر چڑھایا۔ اور لفظ
 ”سواہا“ بھی ساتھ ساتھ کہتا رہا۔ پھر اس گیمہ کی آخری رسموں کو ادا
 کرنے کے لئے جس سامان کی ضرورت تھی اس کو اپنے مقام پر لے آیا
 اور ان دو منتروں (رگ وید ۴-۱- ۴-۲- لغایت ۵) کو پڑھ کر ان رسموں کو
 ادا کیا۔ جب گیمہ پورا ہو گیا تو شتہ شیب نے ہر شیخندر کو اہو ہونیمہ
 اگنی کے پاس بلایا۔ اور اس منتر (رگ وید ۵-۲- ۵-۳) کو پڑھا۔

۳۵۔ پھر شتہ شیب۔ وشوامتر کی طرت پہنچا اور اس کے پاس
 جا بیٹھا۔ پھر سوویس کے بیٹے اچی گرت نے کہا ”اے رشی! میرا
 بیٹا مجھے واپس دیدو“ اس نے جواب دیا ”نہیں۔ کیونکہ اس لڑکے کو
 دیوتاؤں نے مجھے دیا ہے“

۳۶۔ اُس وقت سے وہ دیوراٹ (کے نام سے) وشوامتر کا بیٹا بن گیا
 کیلیہ اور بھرو اسی کی نسل سے ہیں۔ اچی گرت نے دوبارہ کہا ”پھر
 تو جلا آہم (میں اور تیری ماں) تجھے بلاتے ہیں“ اور یہ بھی کہا کہ ”تو
 اچی گرت کے خاندان کا سردار اور انگریسہ کی نسل سے مشہور ہے۔“

۳۷۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اتر دیدی کی جگہ سے اُس دیدی کی طرف واپس آئے جہاں

رشی کی رسیں پوری کی جاتی ہیں ۱۲

اجی گرت نے وشوامتر
 سے کہا میرا بیٹا مجھے
 دیدو گرت نے
 انکار کیا۔
 شتہ شیب وشوامتر
 کا بیٹا بن گیا اور
 اُس نے اپنے پیرحم
 باب کو صاف جواب
 دیا۔

اس لئے ریشی بزرگوں کے گھر کو نہ چھوڑا اور میرے پاس والہیں
جلا آئے شہنہ شیب نے جواب دیا کہ "جو چیز ایک شور کے ہاتھ میں بھی
نہیں ملتی۔ وہ تیرے ہاتھ میں دیکھی گئی یعنی چھرا اپنے بیٹے کو قتل کرنے
کے لئے۔" اے انگریز اس! تو نے تین سو گایوں کو مجھ سے بہتر سمجھا۔

۳۷۔ پھر اچی کرت نے جواب دیا "اے میرے پیارے بیٹے! میں
اس برے کام سے جو میں نے کیا ہے پشیمان ہوں۔ میں اس دہشت کو
مٹاتا ہوں اور تجھے تنوگا میں دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

۳۸۔ شہنہ شیب نے جواب دیا جو شخص ایک دفعہ ایسا گناہ کر سکتا ہے
ممکن ہے کہ دوسری دفعہ بھی ایسا ہی کرے۔ تو ایک شور کی سی برہم
سے ابھی تک بری نہیں ہے۔ کیونکہ تو نے ایسا مجرم کیا ہے جس کا کوئی
رہنی نامہ نہیں ہو سکتا۔ دشوا متر بیچ میں بول اٹھا "ہاں (یہ فعل)
قابل رہنی نامہ نہیں ہے۔"

۳۹۔ پھر دشوا متر نے کہا کہ سو بیہوش کا بیٹا جس وقت چھرا ہاتھ
میں لئے (اپنے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اُس وقت
اُس کی صورت کو دیکھ کر ڈر لگتا تھا اے شہنہ شیب!) اب تو اس کا
بیٹا بن۔ بلکہ میرا بیٹا بن کر میرے خاندان میں شامل ہو جا۔

۴۰۔ پھر شہنہ شیب نے کہا "مہاراج یہ بتائیے کہ میں جو انگریزوں کی اولاد

اجی کرت تنوگا میں
دینے کا وعدہ کر کے
شہنہ شیب کو بلاتا ہے۔

شہنہ شیب باکیے پاس
جانے سے انکار کرتا
ہے۔

دشوا متر شہنہ شیب کے
اپنے خاندان میں داخل
کرنا چاہتا ہے۔

دشوا متر شہنہ شیب کو اپنا
جانشین بنانا چاہتا
ہے۔

ہوں۔ آپ کا بیٹا بن کر آپ کے خاندان میں کیونکر شامل ہو سکتا ہوں؟
 وشوامتر نے جواب دیا "تو میرے بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا سمجھا جائے گا
 اور تیری اولاد سب سے بہتر سمجھی جائے گی۔ اب تو میرے مذہبی علم کی میرا
 کا مالک ہوگا۔ میں تجھے اُس (علم) کی گدی پر باقاعدہ بٹھاتا ہوں۔"
 ۴۱۔ پھر ششہ شیب نے کہا "اے بھارتوں (بھرت کی اولاد) میں
 سے افضل! جب آپ کے بیٹے آپ کی اس خواہش کو قبول کر لیں گے
 کہ میں آپ کے خاندان میں داخل ہو جاؤں (تب ہی داخل ہو سکتا ہوں)
 تو آپ میری خوشی کی خاطر اُن سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے دوستانہ
 سلوک کریں۔"

ششہ شیب کا اندر

وشوامتر کی نصیحت
 اپنے بیٹوں کو۔

۴۲۔ پھر وشوامتر اپنے بیٹوں سے اس طرح مخاطب ہوا:-
 "اے مدھو چھندراہ! اے رشا بھدرا! اے رینو! اے
 اشٹک! اور اے سب بھائیو! یہ خیال نہ کرنا۔ کہ ہم بزرگی کے
 حقدار ہیں۔ یہ حق تو اسی کا ہے (یعنی ششہ شیب کا)۔"

اللہ برفیہ سیکس نے ششہ شیب کی کہانی کا جو ترجمہ کیا ہے اُس میں (بہ تقلید سائون آچاریہ)
 اس مقام کے ترجمہ میں اختلاف کیا ہے جس کا مطلب اُردو میں یہ ہے "اور تم ششہ شیب کی جو کہ تم ہو سکو بزرگی
 حق کا مستحق سمجھو" (دیکھو "قدیم سنسکرت علم ادب کی تاریخ" ص ۴۱۸) مگر دونوں ترجموں کا

ششہ شیب کی

[کنڈ کا ۱۸]

[وشوامتر کی اولاد کا حال - راجہ کو ششہ شیب کی کہانی سنانے والوں کو کیا

انعام دینا چاہیے - اس موقع پر منتروں اور شلوکوں کے پڑھنے کی

بابت خاص ہدایت - اس کہانی کا پھل]

۲۳ - وشوامتر رشی کے نسل بیٹے تھے - ان میں سے بچاؤس مدھو

چھنداس سے بڑے اور بچاؤس چھوٹے تھے - بڑے (بچاؤس)

لڑکے اس بات سے خوش نہیں ہوئے کہ ششہ شیب کو بزرگی کا

حق دیا جائے اور وہ سب اولاد سے بڑھ جائے (پھر وشوامتر نے

ان کو یہ بددعا دی کہ تمھاری اولاد میں نہایت ہی ادنیٰ ذات کے لوگ

پیدا ہوں گے - اسی لئے (اس بددعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ) بہت سی ذلیل

ترین قومیں جن میں زیادہ ترقی ہو گئی ہیں - جیسے آندھڑ - منڈر -

شہر - پلینڈ - موترپ - یہ سب وشوامتر کی اولاد ہیں - مگر

مدھو چھنداس اور اس کے بچاؤس چھوٹے بھائیوں نے کہا کہ "جو کچھ

ہمارے باپ کو منظور ہے - ہم اس پر قائم ہیں - (اے ششہ شیب) ہم

سب تم کو اول درجہ دینا منظور کرتے ہیں - اور ہمارا درجہ تمھارے

بعد ہوگا" -

۲۴ - پھر وشوامتر نے خوش ہو کر ان بیٹوں کی تعریف میں یہ شعر

وشوامتر کا اپنے
نازماں بیٹوں کو
بددعا دینا -

وشوامتر کے شعر اپنے
ترانہ وار بیٹوں کی
تعریف میں -

کے (جن کا ترجمہ نیچے لکھا جاتا ہے) :-

(۱) "اے میرے بیٹو! تم کو بہت دھن مولیٰ اور اولاد ملی گی (تم دودھ کو

نہاؤ گے اور پوتوں پھلو گے) کیونکہ تم نے میری خواہش کو منظور کر کے مجھے

اولاد سے مالا مال کر دیا ہے"

(۲) اے کاتھی کے بیٹو! جب دیوراٹ تمہارا سردار ہوگا۔ تو تم اولاد سے

بھلو بھلو گے۔ اور سب کا سیاب ہو گے۔ وہ تم کو راستی کے راستہ پر

لے جائے گا"

(۳) "یہ دیوراٹ تمہارا آقا ہے۔ اے کیشکو! اس کی پیروی کر۔

اس کو تم پر پرمانہ حقوق حاصل ہوں گے۔ جو اس نے مجھ سے بطور میراث

پائے ہیں۔ وہ اس پاک علم کا مالک ہوگا جو ہمارے پاس موجود ہے"

(۴) وشوامتر کے نام سچے (سعادت مند) بیٹے۔ یعنی کاتھی کے پوتے

جو دیوراٹ کے ساتھ فوراً کٹھے ہو گئے تھے۔ ان کو ان کی بھلائی اور نیکائی

کے لئے دولت مل گئی"

(۵) دیوراٹ وہ ریخی ہے جس کو دہری میراث ملی ہے۔ جنہو کے

گھرانے کا شاہی رتبہ اور کاتھی کے خاندان کی دھرم و دیا ہے"

۴۵۔ یہ۔ ششہ شیب کی کہانی ہے جس میں رگوید کے تلو منتروں کے علاوہ شلوک بھی ہیں۔ (جو ان کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں)

اس کہانی میں رگوید کے تلو منتر اور کچھ شلوک ہیں۔

۴۶۔ ہوتر کو پاک پانی کے چھینٹے دئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک زریں قالین پر بیٹھ کر ان (منتروں اور گائتھاؤں) کو راجہ کے سامنے پڑھتا ہے۔ ادھور یو بھی۔ جو جوابی کلمے دہراتا ہے۔ ایک زریں قالین پر بیٹھتا ہے۔ کیونکہ زر۔ شان و شوکت (کا نشان) ہے اس سے راجہ کو (جس کے لئے وہ اشعار پڑھے جاتے ہیں) شان و شوکت حاصل ہوتی ہے۔

ششہ شیب کی کہانی سنانے والے کی عزت افزائی۔

۴۷۔ ادھور یو کا جوابی کلمہ رچا کے جواب میں لفظ "اوم" ہے جس کو ہوتر دہراتا ہے) اور "ایوم تمھا" (یعنی وہ ایسا ہی ہے) کا تھا کہ جوابی کلمہ ہے جس کو ہوتر پڑھتا ہے) "اوم" دیوتاؤں کا کلمہ ہے رجویدوں کی رچاؤں کے ساتھ لگایا جاتا ہے) اور "تمھا" انسانوں کا دیوتاؤں اور انسانوں کے جوابی کلموں (یعنی "اوم" اور "تمھا") کے ذریعہ سے ادھور یو۔ راجہ کو گناہ اور قصور سے پاک کرتا ہے۔

رچاؤں اور گائتھاؤں کے جوابی کلمے اور ان کا پھل

۵۳ سائن آجارج۔ مفسر دید۔ لکھتے ہیں کہ ان تلو منتروں میں سے ستائیس

منتر ششہ شیب نے اور تین ایک اور رشی نے دیکھے تھے۔ اس کہانی میں رگوید کے

تلو منتروں کے علاوہ گائتھا (شلوک) بھی ہیں جن کی تعداد اکتیس ہے ۱۲

۲۷۸۔ اس نے جو راجہ فتح مند ہو (اور لڑائیوں میں خونریزی کی وجہ سے
 پاپ کا بھاگی ہو گیا ہو) اگرچہ وہ گمبہ نہ کرے۔ اُس کو ششہ شیب کی
 کہانی سننی چاہیے۔ (اگر وہ ایسا کرے گا) تو گناہ کا نام و نشان
 بھی اُس میں باقی نہیں رہے گا +

۲۷۹۔ راجہ کو چاہیے کہ اس کہانی کے سنانے والے کو ہزار گائیں
 اور جو شخص جوابی کلمے ادا کرے اُس کو ستو گائیں ضرور دے اور
 ان دونوں میں سے ہر ایک کو وہ (زرتیں) قالین بھی دیدے جس کی
 وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سوا ہوتر کو ایک رتھ بھی دینا چاہیے جس پر
 چاندی کا کام بنا ہوا ہو۔ اور جس میں خچر چلتے ہوئے ہوں +

۵۰۔ جو لوگ (پسری) اولاد کے خواہشمند ہوں۔ اُن کو بھی یہ کہانی
 سننی چاہیے۔ تب یقیناً اُن کے اولاد ہوگی +

کہانی پر نظر ثانی

۱۔ کہانی ختم ہوئی اور مقدمہ میں اُس کے مستند ہونے کے دلائل بھی لکھے گئے۔ اب دیکھا جائے کہ اُس
 کیا کیا باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۲۔ اس کہانی سے بہت باتیں ثابت ہوئیں جن کو میں ناظرین کی آسانی کیلئے مختصر کیا تو دہرانا ہوں۔

۱۔ کثرت ازواج | ایک دھرم نے مرد کیلئے شادیوں کی کوئی حد معین نہیں کی ایک شخص ایک وقت میں ستر سو نکاح کر سکتا ہے۔ اسی لئے ہر شیچندر جیسے دھرماتما راجہ کے محل میں ستر اربا بیان یقین (دفعہ ۱)

۲۔ اولاد زنیہ کی عظمت | بے پسربالکل بی وقعت ہی جانور بھی اس بات کو جانتے ہیں۔ بیٹا جن کو بیوی میان کی مان بن جاتی ہے انسان کچھ نہ کرے مگر ایک بیٹا ضرور پیدا کرے۔ کیونکہ وہ باپ کو کشتی دلاتا ہے (دفعہ ۱)
۳۔ دیوتاؤں کی مہربانی | دیوتاؤں کی مہربانی سے سب کچھ مل سکتا ہے وہی اولاد دیتے ہیں۔ چنانچہ ہر شیچندر نے پرماتما سے نہیں بلکہ ورن دیوتا سے بیٹا مانگا اور اسی نے بیٹا دیا (دفعہ ۳-۴)

۴۔ انسانی قربانی | انسانوں کو دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھانا دیر کی رسم ہے اسی لئے ہر شیچندر نے اپنے بیٹے کو ورن کی بھینٹ چڑھانے کے لئے منت مانا تھی (دفعہ ۳)

۵۔ دیوتاؤں کا غضب | ہر شیچندر نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے پانچ دفعہ ورن دیوتا کو کالا اور ہر دفعہ ایک نیا جیلہ نکالا۔ آخر دیوتا نے اُسکو جلندری کی بیماری میں مبتلا کیا (دفعہ ۴-۱۰)

۶۔ دیوتا بھوت انسان | دیوتا جو صورت چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اندر دیوتا پانچ دفعہ ایک برہمن کے بھیس میں روہت سے ملا۔ (دفعہ ۱۰-۱۴)

۷۔ اولاد کی بیچ | مصیبت میں اپنی اولاد کو قتل کئے جانے کے لئے بھی بیچ ڈالنا جائز ہے چنانچہ ایک مقدس گویائی رشی (راجی گرت) نے ایسا ہی کیا تھا (دفعہ ۱۵-۱۷)

۸۔ قربانی کی تبدیلی | ہر قسم کا انسان بھینٹ چڑھایا جاسکتا ہے۔ جھیری کی جگہ برہمن بھینٹ چڑھایا جائے سب سے اسی لئے ورن نے روہت کی جگہ شنہ شیب کی قربانی کو منظور کر لیا (دفعہ ۱۷)

۹۔ دیر کی رشی اور انسانی قربانی | انسانی قربانی کے اہتمام کے لئے چار دھرماتما اور مقدس رشی تجویز کیے گئے

یعنی دیشوا متر۔ جد اگنی۔ ویشٹ شٹھ۔ اور ایسیہ جس سے اس رسم کی عظمت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے (دفعہ ۱۹)
 ۱۰۔ مال و دولت کی قیمت | اچھی گرت رشی تین سو گائیں لیکر اپنے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے مستعد ہو گیا یعنی

ایک رشی کے نزدیک بیٹے سے زیادہ دھن عزیز ہے (دفعہ ۲۱)

۱۱۔ دیوتاؤں کی قدرت | شتہ شیدپے کے بعد دیگرے پر جا بیتی۔ اگنی۔ سوترا۔ ورن۔ اگنی (دوبارہ)

دیشوید لیا۔ انمر۔ اشون۔ نامے دیوتاؤں سے دعا مانگی۔ اور ایک دوسرے کی اور دوسرے تیسرے کی
 حمد و ثنا کا حکم دیا آخر کار آتشا دیوی کی حمد و ثنا کا منبر آیا۔ اُس وقت دیوتاؤں نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا
 ادھر تو شتہ شیدپے بندھن کھلے اور ادھر ہر شچندر (جو چھ سال سے جلندری کی بیماری سے زندہ درگور ہو رہا تھا)
 کھلا چنگا ہو گیا۔ (دفعات ۲۳ - ۳۳)

۱۲۔ ویدوں کی دیوتا پرستی | شتہ شیدپے رگوید کے مختلف منتر و ن سے مختلف دیوتاؤں کی حمد و ثنا کی تھی

مثلاً اکتیس منتر و ن سے ورن کی بائیس منتر و ن سے اگنی کی (جو سب دیوتاؤں کا گھر ہے) اس سے معلوم ہوا
 کہ وید مقدس دیوتاؤں کی پرستش۔ آیات کا ایک خزانہ ہے۔ ورن کا بڑا مقصد دیوتا پرستی ہے۔
 (دفعات ۲۳ - ۳۳)

۱۳۔ دیوتا اور بجاہری | بجاہری دیوتاؤں کے گن گاتے ہیں۔ دیوتا انکو انعام دیتے ہیں انہوں نے شتہ شیدپے

سونے کا رتھ دیا۔ اور اُس نے بطور شکر یہ دیوتا کی تعریف میں فوراً ایک منتر گھڑ دیا۔ یعنی رگوید۔ منڈل ایک
 ۳۰۔ منتر ۱۶۔ (دفعہ ۳۰)

۱۴۔ متبتے بنانے کا دستور | یہ صر و زمین کہ کوئی ناولد ہی کسی کو متبتی کرے بلکہ ایک صاحبِ ولادت ہی

ایسا کر سکتا ہے۔ دیشوا متر نے شتہ شیدپے نہ صر و متبتی کیا بلکہ اپنا وارث اور جانشین بھی بنا دیا (دفعہ ۳۵ - ۳۶ و ۳۷)

۱۵۔ کثرت اولاد | ایک بیٹے کا پیدا کرنا تو وجہ لازم ہے یوں جتنے بیٹے کوئی چاہے پیدا کرے دیکھ کر حرم نے کوئی ممانعت نہیں کی اسی لئے دشواسترشی نے ایک بیٹے پیدا کئے (دفعہ ۴۳)

۱۶۔ اچھی گرت کا فعل | شہنہ شیب کا اپنے سیرحم باپ جی گرت سے نفرت کرنا اور اس کو چھوڑ دینا ایک قدرتی بات ہے وہ باپ کے فعل کو باپ بتاتا ہی مگر دیکھ کر حرم ایسا نہیں کہتا۔ چنانچہ منوجی بھی اس کے فعل کو برا نہیں سمجھتے دیکھو متوا دھیا ۱۔ ۱۰۔ شلوک ۱۰۵۔ اور مقدمہ کتاب ہذا (دفعات ۱۲، ۱۶، ۱۷ - ۱۷)

۱۷۔ دشواستر کی دعا کا اثر | دشواستر نے اپنے سرکش بیٹوں کو بد دعا دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج تک ان کی اولاد میں نیچ لوگ پیدا ہوتے ہیں جیسے اندھڑ، پندروغیرہ اور فرمان بردار بیٹوں کے لئے دعائے خیر کی جس کی وجہ سے وہ پھلے بھولے (دفعہ ۴۳ - ۴۴)

۱۸۔ دیدنستر اور شہنہ شیب کی کہانی | یہ کہانی جس کا تعلق رگ وید کے ستومنترون سے ہو نظر انداز نہیں کی جاسکتی درتہ ستومنستر محل اور بیکار ہو جاتے ہیں جن میں اس کہانی کے مختلف منظر دکھائے گئے ہیں (دفعہ ۴۵)

۱۹۔ کہانی سناے والوں کا انعام | ہوتر اور ادھوریو کو ایک ایک زرین قالین بطور انعام دینا چاہیے اس کے علاوہ ہوتر کو ہزار گائیں۔ ایک چاندی کا رتھ اور ایک خچر دن کی جوڑی۔ اور ادھوریو کو ستو گائیں بھی ضرور ملنی چاہئیں (دفعہ ۴۶ و ۴۹)

۲۰۔ کہانی کی عظمت | اس کہانی کے دو بڑے پھل ہیں۔ (۱) کہانی سننے والا پاسبان ہو جاتا ہے اور (۲) لا اولاد اس کہانی کو سنیں تو ان کے ان اولاد ضرور ہوگی۔

۲۱۔ بینجواشد ویدک دھرم کی تحقیق اور شری ۱۰۸ شری دیانند جی کے دعاوی کی تنقید کیلئے مقالہ ہند میں ایک نیا کچل دیا ہے ناظرین اس کتاب کو بغور پڑھ کر جو رائے قائم کریں اس سے راقم کو بھی مطلع کریں۔ در اگر اس کے کچھ فائدہ اٹھائیں تو دعا خیر سے یار فرمائیں۔ تانہ مال دوشی کے برادرہہ حالیا رفیقیم و محو کا شتیم : خادم علم دین (خاکسار علما ہند میں)

